ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
3
www.tanzeem.org
28 ربیع الثانی تا 4 جمادی الاولیٰ 1439ھ/16 تا 22 جنوری 2018ء

فسادفی الارض کی اصل جڑ

انسان کو دل و دماغ کی ساری صلاحیتیں اور جسم کی ساری قوتیں بندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے دی گئی ہیں۔ اس حیثیتِ بندگی کو نظرانداز کرنے کا مطلب انسان کا خود اپنی ذات اور اپنی فطرت سے باغی ہو جانا ہے اور اسی کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خود اپنی خدائی کا مدعی بن بیٹھے یا اپنا سر کسی جھوٹے خدا کے سامنے جھکا دے۔ انسان جوں ہی بغاوت کی اس راہ پر قدم بڑھاتا ہے اُس کی ذات سے ظلم وفساد کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ نے چونکہ تمام انسانوں کو ایک ہی فطرت پر پیدا کیا ہے، اس لیے کسی کا حاکم بن جانا اور کسی کا محکوم ہو جانا دونوں ہی صورتیں خلافِ فطرت ہیں۔ حاکمیت خواہ بادشاہ اور آمر کی صورت میں کسی ایک فرد کی ہو یا پارلیمنٹ کی صورت میں بہت سے منتخب افراد کی، کسی ایک ریاست کے شہریوں کی ہو یا بحیثیت مجموعی پوری دنیا کے عوام کی، ظلم ہر صورت میں سر اُبھار کر رہے گا۔ کیونکہ انسان کی حاکمیت ہر انفرادی و اجتماعی شکل میں ایک ایسے مقتدرِ اعلیٰ کو وجود میں لے آتی ہے جو حقیقی مقتدرِ اعلیٰ کی جگہ نہیں لے سکتا اور یہی فسادفی الارض کی اصل جڑ ہے۔

صلاح الدین

اس شمارے میں

سانحۂ قصور

مومن بننے کی حقیقی شرائط

مطالعۂ کلامِ اقبال (54)

ٹرمپ کی ٹویٹ: امریکہ کیا چاہتا ہے؟

پروٹوکول اور آزادیٔ رائے

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں......

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں قیادت کا معیار

اللہ تعالیٰ کے سوا حکامات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات

الھدیٰ (787)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ طٰہٰ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 19 تا 24

قَالَ اَلۡقِهَا یٰمُوۡسٰی ﴿۱۹﴾ فَاَلۡقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّۃٌ تَسۡعٰی ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ٝ
سَنُعِیۡدُهَا سِیۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰی ﴿۲۱﴾ وَاضۡمُمۡ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ
سُوۡٓءٍ اٰیَۃً اُخۡرٰی ﴿۲۲﴾ لِنُرِیَکَ مِنۡ اٰیٰتِنَا الۡکُبۡرٰی ﴿۲۳﴾ اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۲۴﴾

آیت ۱۹ ﴿قَالَ اَلۡقِهَا یٰمُوۡسٰی ﴿۱۹﴾﴾ ”فرمایا: اے موسیٰؑ اس کو ذرا پھینکو تو سہی!“

آیت ۲۰ ﴿فَاَلۡقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّۃٌ تَسۡعٰی ﴿۲۰﴾﴾ ”تو اُس نے اسے پھینک دیا تو وہ دفعتاً ایک سانپ بن گیا دوڑتا ہوا۔“

آیت ۲۱ ﴿قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ٝ﴾ ”فرمایا: اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں!“

سورۃ النمل (آیت ۱۰) اور سورۃ القصص (آیت ۳۱) میں اس واقعہ کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خوفزدہ ہو جانے کا ذکر بھی آیا ہے: ﴿فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ کَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّلَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ﴾ ”تو جب اُس نے دیکھا کہ وہ (لاٹھی) حرکت کر رہی ہے جیسے کہ وہ ایک سانپ ہو، تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا“۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ موسیٰؑ ڈرو نہیں، بلکہ آگے آؤ اور اس کو پکڑ لو۔ بہرحال یہاں پر وہ تفصیل بیان نہیں ہوئی۔

﴿سَنُعِیۡدُهَا سِیۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰی ﴿۲۱﴾﴾ ”ابھی ہم اس کو لوٹا دیں گے اس کی پہلی حالت پر۔“

آیت ۲۲ ﴿وَاضۡمُمۡ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ اٰیَۃً اُخۡرٰی ﴿۲۲﴾﴾ ”اور ذرا اپنا ہاتھ ملاؤ اپنی بغل کے ساتھ، وہ نکلے گا چمکتا ہوا بغیر کسی بیماری کے، یہ دوسری نشانی ہے۔“

آیت ۲۳ ﴿لِنُرِیَکَ مِنۡ اٰیٰتِنَا الۡکُبۡرٰی ﴿۲۳﴾﴾ ”تاکہ ہم اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ نشانیاں تمہیں دکھائیں۔“

آیت ۲۴ ﴿اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۲۴﴾﴾ ”اب تم جاؤ فرعون کی طرف، وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔“

فرعون کی سرکشی اب حد سے تجاوز کر رہی ہے۔ چنانچہ آپؑ جائیں اور اسے بھلائی اور دین حق کی دعوت دیں۔ اسے یہ بھی کہیں کہ وہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کرے اور انہیں واپس اپنے وطن فلسطین جانے کی اجازت دے دے۔

فرمان نبویؐ

کسی کی نقل اتارنا

عَنۡ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتۡ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَا اُحِبُّ اَنِّیۡ حَکَیۡتُ اَحَدًا وَّاَنَّ لِیۡ کَذَا وَکَذَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں پسند نہ کروں گا کہ کسی کی نقل اتاروں، خواہ مجھے اتنا اور اتنا معاوضہ مل جائے۔“

تشریح: زبان سے گالی گفتار، لعن طعن اور سخت کلامی یا پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا تو سب سمجھدار لوگ برا سمجھتے ہیں اور اس کو چھوڑ دینے کی نصیحت بھی کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ یہ باتیں باہمی میل جول کے لئے زہر قاتل ہیں۔ اس حدیث میں جس چیز سے منع فرمایا گیا ہے یہ ایذا رسانی اور غیبت کی بدترین شکل ہے۔ دوسروں کی نقلیں اتارنا خواہ تفریح طبع کے لیے ہو یا تضحیک اور رسوائی کے لئے انتہائی مذموم اور انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔ اس سے نہ صرف دوسرے کی توہین ہوتی ہے بلکہ نقل اتارنے والا خود بھی اپنے آپ کو دوسروں کی نگاہوں میں گرا لیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سانحہ قصور

قصور میں زینب نامی 8 سالہ معصوم بچی کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا اور اُس کی لاش گھر کے پاس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دی گئی۔ اس پر سارا قصور شہر احتجاج کرتا نظر آیا۔ لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ جب اُنہوں نے ڈی سی او کے آفس میں داخل ہونے کی کوشش کی تو پولیس نے فائرنگ کر دی، جس سے دو اشخاص ہلاک ہو گئے۔ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر ایسا ہنگامہ برپا ہوا کہ سیاست دانوں اور انتظامیہ کے علاوہ آرمی چیف اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے مذمتی بیان بھی سامنے آ گئے۔ چیف جسٹس نے ازخود نوٹس لے کر آئی جی پولیس سے 24 گھنٹے میں رپورٹ طلب کر لی۔ ٹیلی ویژن چینلز نے اپنے تمام طے شدہ پروگرام معطل کر کے سیاست دانوں اور دانشوروں کے مذمتی بیانات اور تبصرے نشر کرنے شروع کر دیئے گویا سارے ملک میں تہلکہ مچ گیا۔ حکومت خصوصاً پولیس کی نا اہلی کی شدید مذمت کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جو تھم نہیں رہا تھا۔

عوامی احتجاج، میڈیا کا سانحہ کو اس زور دار انداز میں سامنے لانا، حکومت اور پولیس کی ناکامی اور نا اہلی پر بھرپور تنقید، سیاسی، عسکری اور عدالتی قیادت کا ردعمل اور مجرم کو عبرت ناک سزا دینے کا عزم اور متاثرہ خاندان سے زبانی اور عملی ہمدردی کے اظہار میں کچھ بھی ایسا نہیں ہے جسے فائدہ سے خالی قرار دیا جا سکے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ وقتی احتجاج اور میڈیا کا شور شرابا وقت گزرنے کے ساتھ تھم جاتا ہے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد پھر کوئی انسانیت سوز واقعہ سامنے آتا ہے، ایسا ہی کوئی شرمناک واقعہ، ایسی ہی درندگی اور بہیمیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ پھر انسانیت کی شرمساری کا ذکر ہوتا ہے۔ پھر میڈیا چیخ و پکار کرتا ہے۔

یہ ایک سائیکل ہے جو چل رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مرض کی محض نشان دہی سے یا اُس کی مذمت اور تنقید سے مرض ختم ہو سکتا ہے؟ مرض صحیح تشخیص اور ضروری دوا دارو سے ختم ہوتا ہے اور دیرپا صحت مند ہونے کے لیے مرض کا جڑ سے اکھاڑا جانا لازم ہے۔ اگرچہ میڈیا کا جرم سرزد ہونے پر شور و غوغا اور ہنگامہ برپا کرنا اپنی جگہ درست ہے، لیکن میڈیا کے کرتا دھرتاؤں نے کبھی غور کیا کہ معاشرے میں جنسی بے راہ روی کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جنسی خواہش ایک فطری تقاضا ہے جس کی تسکین کے لیے اللہ نے جائز اور شرعی راستے معین کر دیئے ہیں۔ لیکن انسان کی اس فطری اور جائز خواہش کو کون اور کس طرح غلط راہوں پر ڈال رہا ہے؟ جنسی اشتعال انگیزی میں الیکٹرانک میڈیا کیا رول ادا کر رہا ہے؟ عریانی اور بے حیائی کو کون فیشن کا نام دے رہا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اس سے کہیں زیادہ عریانی اور فحاشی بلکہ جنسی بے ہودگی کا مظاہرہ ہوتا ہے وہاں ایسے واقعات کیوں نہیں ہوتے؟ اوّلاً تو یہ بات صریحاً غلط ہے کہ مغربی ممالک میں ایسے سانحات جنم

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
28 ربیع الثانی تا 4 جمادی الاولیٰ 1439ھ جلد 27
16 تا 22 جنوری 2018ء شمارہ 3
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

نہیں لیتے؟ پھر اہم ترین بات یہ ہے کہ مغرب کا معاشرہ جنسی لحاظ سے آزاد معاشرہ ہے۔ وہاں جنسی اشتعال انگیزی پر جنسی خواہش کی ناجائز تکمیل بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہاں باپ اپنی بیٹی کو خود اُس کے بوائے فرینڈ کی آمد کی اطلاع کرتا ہے اور بلا نکاح اولاد پر کوئی تشویش کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ جبکہ ہمارے معاشرے میں ایک طرف ہر قسم کا میڈیا جنسی بے راہ روی پھیلانے میں آزاد ہے تو دوسری طرف مشرق میں معاشرے کو پاکیزہ اور باحیا بنانے کے لیے بہت سی پابندیاں اور قدغنیں لگائی گئی ہیں۔ پھر یہ کہ یہاں شادی اور نکاح کو رسم ورواج نے انتہائی دشوار بنا دیا ہے۔ چنانچہ اندر لگی آگ کو ایک کج رو اور محرومیوں کا شکار معاشرے کا باغی نوجوان درندہ بن کر بجھانے کی کوشش کرتا ہے تو اُس اکیلے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ شخص مجرم ہے، یقیناً یہی شخص مجرم ہے۔ لیکن بے لگام اور مادر پدر آزاد میڈیا، ملکی وسائل پر قابض سیاست دان‘ عوام کا خون نچوڑنے والا سرمایہ دار‘ نام نہاد اشرافیہ اور انصاف کا منہ چڑانے والا عدالتی نظام سب معاون مجرم ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا لازم ہوگا کہ ایسا نہیں ہے کہ مغرب جنسی لحاظ سے آزاد معاشرہ قائم کر کے سکھ چین حاصل کر چکا ہے بلکہ وہ تو دوہرے تہرے عذاب کی لپیٹ میں ہے۔ خاندانی نظام مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔ جنسی آوارگی نے خونی رشتوں کے تقدس کو بھی بُری طرح پامال کر دیا ہے۔ انسان اور جانور ایک سطح پر آ گئے ہیں اور وہاں کا سنجیدہ طبقہ اس صورت حال سے سخت پریشان ہے۔

قصور کے شرمناک واقعہ نے ایک اور سانحہ کو بھی جنم دیا۔ جب دو مظاہرین کو پولیس نے بے دردی سے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اندازہ کیجئے کہ ہماری انتظامیہ کس قدر ظالم، خونخوار اور بے حس ہو چکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر عوام احتجاج کرتے ہوئے سرکاری دفتر میں داخل ہونا چاہتے تھے تو کیا اس کا حل صرف یہ تھا کہ گولیوں سے اُن کے سینے چھلنی کر دیئے جائیں۔ جب کہ پولیس کے پاس اُنہیں روکنے کے لیے دوسرے کئی ذرائع موجود تھے۔ لیکن یہ بھی اس باطل نظام کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ جس عوام کے ٹیکسوں سے انتظامیہ اور پولیس تنخواہیں وصول کرتی ہے، اُسے ہی گولیوں کا نشانہ بنا ڈالتی ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوتا اگر سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث پولیس اہلکاروں کو ترقیاں نہ دی جاتیں اور اُنہیں دوسرے ممالک میں اچھی تعیناتی نہ ملتی۔ ذاتی اور سیاسی مفادات نے پاکستان کو اندھیر نگری چوپٹ راج کی تصویر بنا دیا ہے۔

قصور میں وقوع پذیر ہونے والے دونوں سانحات سے ہم کیا نتیجہ نکالیں اور مستقبل کے حوالے سے کیا فیصلہ کریں۔ زینب کے قاتل کو سرِعام پھانسی دی جائے، اس بارے کوئی دورائے نہیں ہیں۔ لیکن اس میڈیا کا کیا کریں جس کی جنسی اشتعال انگیزی سے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں؟ لیکن میڈیا کا جواب یہ ہے کہ میں اس سرمایہ پرست معاشرے میں اپنے وجود کو کیسے قائم رکھ سکوں گا اگر ایسے اشتہار نشر نہیں کروں گا۔ عدالتیں عدالتی نظام کے ہاتھوں بے بس ہیں اور مجرم چھوٹ جاتے ہیں۔ پولیس اگر حکمرانوں کی حفاظت کے لیے گولی نہ چلائے تو اُس کی نوکری جاتی ہے۔ سیاست دان اگر ناجائز دولت نہ کمائیں تو الیکشن کیسے لڑیں۔ لہٰذا اس جکڑ بندی سے کیسے نکلا جائے کہ ہر ایک بُرائی دوسری بُرائی سے جڑی ہوئی ہے۔

اس صورت حال کو سامنے رکھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ کسی ایک فریق، گروہ یا طبقہ کو الگ کر کے اُس کی اصلاح کر دی جائے کیونکہ معاشرہ انسانی انگلیوں کی طرح الگ الگ بھی ہوتا ہے اور یہ اُس طرح جُڑا بھی ہوتا ہے جس طرح انگلیاں ہاتھ یا پاؤں کے ساتھ جُڑی ہوتی ہیں۔ لہٰذا انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر اصلاح لازم ہے۔

ہماری رائے میں اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے کہ اس باطل اور فرسودہ نظام کو تہ وبالا کر کے اور اُسے دفنا کر نئی بنیادوں پر ایک نیا نظام قائم کیا جائے جو سب کو بلا تفریق انصاف مہیا کرے۔ لیکن کسی انسان کا بنایا ہوا نظام تمام طبقات کے لیے منصفانہ اور قابل قبول نہیں ہو سکتا اس لیے کہ کوئی انسان اپنے مفادات کو پس پشت نہیں ڈال سکتا۔ لہٰذا ایک ہی حل ہے۔ جس ہستی نے اس کائنات اور انسان کو پیدا کیا اُس کے نازل کردہ نظام کو نافذ کیا جائے ورنہ باطل نظام سے ایسے انسانیت سوز اور شرمناک جرائم جنم لیتے رہیں گے۔ جنہوں نے انسان کے لیے اس دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے۔ آسمانی نظام جو وحی کے ذریعے نازل ہوا وہی اس جہنم کو جنت میں تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ خود بخود نافذ نہیں ہوگا مسلمانانِ پاکستان کو اس کے لیے اٹھنا ہوگا۔ وگرنہ جو آج خود کو محفوظ سمجھتے ہیں وہ کل محفوظ نہیں رہیں گے۔ قصور میں درندگی کا مظاہرہ کرنے والا اکیلا نہیں ہے۔ اس باطل نظام نے ایسے بہت سے درندہ صفت انسانوں کو جنم دیا ہوا ہے۔ اُنھیں اور اس باطل نظام پر کاری ضرب لگائیں تاکہ پاکستان کی ہر زینب محفوظ ہو جائے۔

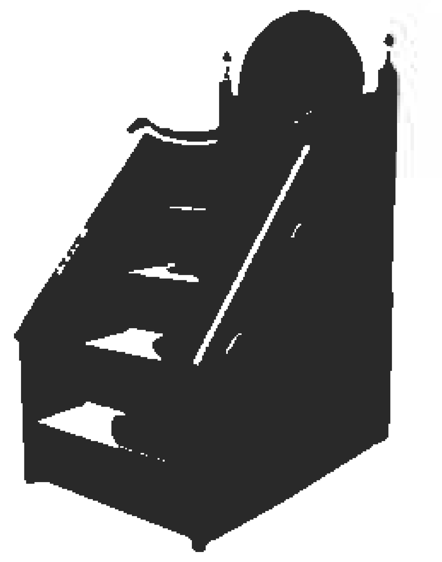

مومن بننے کی حقیقی شرائط

سورۃ الحجرات کی آیت 15 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 05 جنوری 2018ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! پچھلے کئی اجتماعات جمعہ سے سورۃ الحجرات ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ چونکہ یہ مسلمانوں کی معاشرتی زندگی اور ریاستی امور کے حوالے سے بہت اہم اور جامع تعلیمات کا ذخیرہ ہے۔ اس لیے ہم اس کی آیات کا ہر بار ایک نئے پہلو سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ معاشرے میں اسلام کو قائم کرنا بھی ایک اہم دینی ذمہ داری ہے اس لیے اس سورت میں اس حوالے سے بھی بہت اہم بات آئی ہے کہ دین کے غلبہ کی جدوجہد وہی کریں گے جو مومن ہوں گے۔ ایمان اور اسلام، مومن اور مسلمان بظاہر ایک جیسے معنی رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں ان میں ایک فرق ہے جس کو اس سورت میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ خاص طور پر مومن کے لیے اللہ نے ایک معیار مقرر کیا ہے کہ:

﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا﴾ ''مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر' پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے''

یعنی انہیں دلی یقین کی نعمت حاصل ہو گئی کہ واقعی اللہ کائنات کا مالک و خالق ہے، واقعی محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نمائندے ہیں اور یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جو کچھ اس میں کہا جارہا ہے وہی الحق ہے اور اس پر اندر سے دل بھی گواہی دے رہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جس شان سے ایمان لائے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی فطرت پہلے سے سلیم تھی۔ جیسے سیرت کی کتابوں میں ہم پڑھتے ہیں کہ نبی تو معصوم ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کا مقام تمام انبیاء اور رسولوں میں بھی سب سے بلند ہے۔ آپؐ نے نبوت سے پہلے بھی زندگی میں کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ایمان لانے سے قبل نیک، صالح، شریف النفس اور خوش اخلاق شخص کے طور پر معروف تھے اور جیسے ہی آنحضور ﷺ نے ان کے سامنے دین کی دعوت رکھی تو خود آپ ﷺ کی گواہی ہے کہ ایک لمحے کے توقف کے بغیر ایمان لے آئے۔ حقیقت میں انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے عہد الست کی شکل ایک روشنی رکھی ہوئی ہے۔ گویا ایک دیا ہے جو کسی کے اندر زیادہ روشن رہتا ہے، کسی کے اندر ٹمٹماتا رہتا ہے، کسی کے اوپر راکھ

مرتب: ابو ابراھیم

آجاتی ہے لیکن فطرت کی حرارت اندر کچھ نہ کچھ موجود رہتی ہے۔ یعنی اندر کا انسان عہد الست کی وجہ سے اللہ کو جانتا ہے۔ اسی طرح ہر شخص جانتا ہے کہ برائی کیا ہے، خیر کیا ہے، منکر کیا ہیں؟ ہر شخص کو معلوم ہے کہ چوری کرنا غلط ہے، کسی کو بے عزت کرنا غلط ہے، جھوٹ بولنا غلط ہے۔ اسی طرح امانتداری و دیانتداری اچھے اوصاف ہیں۔ اچھائی اور برائی میں تمیز کی یہ صفت انسان میں کہاں سے آئی؟ جانوروں کے اندر یہ ساری صفات موجود نہیں۔ انسان کو ایک ضمیر بھی دیا گیا ہے جو اندر سے بتا دیتا ہے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے؟ خالص دنیوی اعتبار سے دیکھیں تو کامیاب شخص تو وہ ہے جو حلال اور حرام کی تمیز کیے بغیر ہر طرح سے مال کما رہا ہو اور لوگ بظاہر اس کی عزت بھی بہت کرتے ہیں لیکن وہ عزت دل سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ پتا ہوتا ہے کہ یہ غلط کام کر رہا ہے۔ یہ ضمیر بھی اللہ کی ایک نشانی ہے۔

چنانچہ انسان فطری طور بنیادی اخلاقی تعلیمات کا علم رکھتا ہے۔ لیکن شریعت کی تفصیلی تعلیمات رسول آ کر بتاتے ہیں۔ اب جس کا ضمیر ابھی مردہ نہ ہوا ہو اور اس نے اپنے آپ کو گناہوں میں ملوث کر کے اپنی شخصیت کو داغدار نہ کیا ہو تو جیسے ہی نبی اور رسول کی آواز اس کے کان میں پہنچے گی تو وہ کہے گا کہ ہاں یہی میری فطرت کی آواز ہے۔ عشرہ مبشرہ میں اور بھی کئی صحابہؓ تھے جو پہلی مرتبہ کی دعوت پر ایمان لائے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کا معاملہ اس لحاظ سے خاص تھا کہ ایک لحظہ کا توقف بھی نہیں کیا۔ جیسے ہی دعوت دی گئی فوراً ایمان لے آئے۔ چنانچہ مومن وہ ہیں جن کا دل گواہی دیتا ہے کہ قرآن وسنت کی جو تعلیمات ہیں وہ بالکل برحق ہیں اور پھر اس حوالے سے ان کے دل میں کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوتا اور:

﴿وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ۝۱۵﴾ ''اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔''

یہاں حصر کا انداز ہے کہ مومن صرف وہی ہیں جن کو اقرار باللسان کے ساتھ یقین قلبی بھی حاصل ہو اور عمل میں جہاد ہو۔ ایمان اور اسلام کا فرق یہاں بھی واضح ہو رہا ہے کہ اسلام کے تو بنیادی طور پر صرف پانچ ارکان ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (1) اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس

کے بندے اور رسول ہیں، (2) نماز قائم کرنا، (3) زکوٰۃ دینا، (4) حج کرنا اور (5) رمضان کے روزے رکھنا۔‘‘

ان میں دلی یقین کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی جہاد کا ذکر ہے۔ صرف زبان سے گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا اور استطاعت ہو تو حج کرنا، یہی پانچ ارکان مسلمان ہونے کی علامت ہیں۔ جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اسے ان سب کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نماز ان میں سب سے اہم ترین رکن ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جو شخص بھی مسلمان ہوتا تھا اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تھا تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ منافق ہے۔ چنانچہ جو منافق ہوتا تھا اسے بھی پانچ وقت نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ چاہے اس نے سازش کے طور پر ہی خود کو مسلمان کیوں نہ ظاہر کیا ہو؟ جیسے یہود نے ایک مرتبہ یہ سازش کی تھی۔ یہود نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کی دعوت بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اور جو شخص ایک مرتبہ ایمان لے آتا ہے اس پر چاہے کتنا ہی تشدد کیا جائے وہ پھر اپنے آبائی دین میں واپس نہیں آتا۔ یعنی وہ اسلام میں آکر اتنا پختہ ہو جاتا ہے کہ استقامت میں چٹان بن جاتا ہے۔ لہٰذا یہود نے سازش کے طور پر یہ فیصلہ کیا کہ کچھ لوگ حضور ﷺ کے دست مبارک پر صبح کے وقت جا کر اسلام قبول کریں اور شام کو پھر مرتد ہو جائیں اور باقی مسلمانوں کو بتائیں کہ ہم تو یہ سمجھ کر آئے تھے کہ یہ واقعی اللہ کے نبی اور رسول ہیں لیکن ہم نے قریب سے دیکھا ہے، ہمیں تو یہ حق نظر نہیں آیا جو یہ پیش کرتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ اللہ نے ان کی سازش کو سورۃ آل عمران میں بے نقاب کر دیا۔ بہر حال نماز ہر ایک کو پڑھنی پڑتی تھی چاہے کوئی منافق ہی کیوں نہ ہو۔ یہ تو آج کے دور کی بات ہے کہ پنج وقتہ تو دور کی بات ہے کوئی جمعہ کی نماز بھی نہ پڑھے تو پھر بھی مسلمان ہے۔ یہ اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے۔ جبکہ اسلام ایک عمارت کی مانند ہے جس کے پانچ ستون ہیں۔ یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ ان پانچ ارکان اسلامی کی پابندی تو ہر مسلمان اور مومن پر لازم ہے لیکن مومن ہونے کے لیے اضافی دو شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ اسے دلی یقین والا ایمان حاصل ہو جس میں شکوک و شبہات کے کانٹے نہ رہ گئے ہوں اور دوسری شرط یہ کہ وہ اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵﴾

عربی اسلوب کے مطابق ترجمہ یہ ہوگا کہ صرف یہی لوگ ہیں جو سچے مومن ہیں۔ گویا مسلمان وہ ہے جو اسلام کے بنیادی پانچ ارکان پر عمل پیرا ہے جبکہ مومن وہ ہے جو ان پانچ ارکان کے بعد بھی مزید دو شرائط کو پورا کر رہا ہے۔ ان شرائط میں ایک لازمی شرط جہاد بھی ہے اور جہاد کے حوالے سے ایک وضاحت یہاں ضروری ہے کہ ہمارے ہاں جب بھی لفظ جہاد آتا ہے تو تصور میں فوراً تلوار آجاتی ہے۔ یقیناً جہاد کا ایک مرحلہ وہ بھی ہوتا ہے جب ہتھیار اٹھایا جاتا ہے لیکن حقیقت میں جہاد کے لفظ میں بڑی وسعت ہے۔ پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ جہاد شروع کہاں سے ہوتا ہے؟ جب اللہ پر کسی شخص کو واقعی یقین حاصل ہو گیا تو وہ شخص کیا کرے گا؟ ظاہر ہے سب سے پہلے وہ اپنی ذات کو، اپنے نفس کو اللہ کے احکامات کے تابع کرے گا۔ جبکہ نفس کے بھی اپنے تقاضے ہیں اور اللہ نے انسانی نفس میں کچھ محرکات بھی رکھ دیے ہیں۔

﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ﴾ ’’یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے‘‘ (یوسف:53)

انسان کوئی فرشتہ نہیں ہے، اس کے ساتھ نفس بھی ہے اور نفس کے تقاضے انسان کو برائی کی طرف دھکیلتے ہیں۔ پھر نفس کے ساتھ شیطان بھی لگا ہوا ہے۔ وہ بھی اس میں پھونکیں مار رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ جس شخص کا اللہ پر کامل یقین ہو وہ سب سے پہلے اپنے نفس کو کنٹرول کرے گا۔ یعنی جہاد کا آغاز سب سے پہلے اپنے نفس کے خلاف ہوگا۔ تلوار کی بات تو بہت بعد میں آئے گی۔ حضرت ابوذر غفاری ؓ

پریس ریلیز 12 جنوری 2018ء

پوری قوم بحیثیت مجموعی سانحہ قصور کی ذمہ دار ہے

اسلام فحاشی اور بے حیائی کے فروغ کو سختی سے روکنے کا حکم دیتا ہے

قصور کے مظاہرین پر پولیس کی وحشیانہ فائرنگ انتہائی قابل مذمت ہے

حافظ عاکف سعید

پوری قوم بحیثیت مجموعی سانحہ قصور کی ذمہ دار ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ میڈیا نے معصوم زینب کی بے حرمتی اور قتل پر بہت واویلا کیا ہے، لیکن خود میڈیا بے حیائی اور فحاشی پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔ جس سے نوجوان نسل میں جنسی بے راہ روی پیدا ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ میڈیا کی جنس کے حوالے سے اشتعال انگیزی ایسے سانحات کو جنم دیتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اسی لیے اسلام فحاشی اور بے حیائی کے فروغ کو سختی سے روکنے کا حکم دیتا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان میں دین اسلام کے نفاذ کے حوالے سے علمائے کرام بھی سنجیدہ اور مثبت رول ادا نہیں کر رہے۔ اُنہوں نے کہا کہ موجودہ باطل نظام کو اگر تبدیل نہ کیا گیا تو قوم کو ایسے مزید سانحات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ پولیس نے قصور کے مظاہرین پر جس وحشیانہ انداز میں فائرنگ کی ہے اور دو اشخاص کو ہلاک کیا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''افضل جہاد یہ ہے کہ تم اپنے نفس اور اپنی خواہشات کو اللہ کا مطیع بنانے کے لیے ان کے خلاف جہاد کرو''۔ (کنز العمال)

چنانچہ جس کے دل میں سچا ایمان ہوگا تو وہ سب سے پہلے اپنے نفس کو زیر کرنے کی کوشش کرے گا اور یہی اصل میں اس دنیا میں انسان کا امتحان ہے۔ جس میں سچا ایمان نہیں ہوگا وہ دوسروں کو دکھانے کے لیے تو مسلمانوں والے کام کر رہا ہوگا لیکن نفس کے خلاف شعوری جہاد اس کی زندگی میں نہیں ہوگا۔ جیسے اقبال نے کہا کہ ؎

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے!
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

جب یہ طے کر لیا کہ ہم نے اپنے رب کی اطاعت کرنی ہے تو پھر اس کے ساتھ ہی ایک محاذ کھل جائے گا جو اپنے نفس کے خلاف ہوگا۔ یعنی دینی احکامات پر کاربند رہنے کے لیے خود کو مشقت میں بھی ڈالنا پڑے گا۔ اپنے نفس کی خواہشات کو دبا کر اللہ کی اطاعت کا خوگر بننا پڑے گا اور اسی کا نام جہاد مع النفس ہے۔

جہاد کا مطلب صرف تلوار اُٹھانا نہیں بلکہ جہاد کا لغوی مفہوم ہے اسلام کی راہ میں محنت، کوشش اور جدوجہد کرنا۔ تلوار کا مرحلہ آخر میں آتا ہے لیکن پہلے اپنے نفس کے خلاف جہاد ہوگا اور اس کے بعد معاشرے کے اندر جو خرابیاں اور برائیاں ہیں ان کے خلاف بھی آواز اٹھانا ہوگی۔ پھر اللہ کے دین کو عام کرنے کے لیے وقت لگانا اور دین کو قائم و غالب کرنے کے لیے جدوجہد کرنا، یہ سب مراحل جہاد کا حصہ ہیں۔ آخری مرحلے میں جب کفر کی طاقتوں کے ساتھ براہ راست تصادم ہوگا تو تب تلوار اُٹھے گی۔ وہ اس لیے کہ یہ رب کی زمین ہے اور اس نے اپنی زمین پر قائم کرنے کے لیے ایک پورا اور مکمل نظام دے دیا ہے۔

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے'' (المائدہ:3)

یہ مکمل نظام ہے جس میں واضح کر دیا گیا کہ اس دنیا میں جس قسم کا معاشرہ قائم ہونا چاہیے اس میں معاشی سسٹم کیا ہوگا، معاشرتی سسٹم کیا ہوگا، عدالتی نظام کیا ہوگا، عائلی نظام کیسا ہوگا، یہ پورا نظام محمد رسول اللہ ﷺ نے قائم کر کے دکھا دیا۔ آپ ؐ اس زمین پر اللہ کے آخری رسول ہیں لہٰذا آپ ؐ کے بعد زمین پر اللہ کے اس دین کو قائم کرنے کی ذمہ داری مسلمانوں کو دی ہے۔ لہٰذا اب مسلمانوں پر فرض ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کریں۔ لیکن آج وہ نظام دنیا میں ایک انچ جگہ پر بھی قائم نہیں ہے۔ اس کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے اپنی ذات پر اسلام کو غالب کرنا پڑے گا اور اس کے بعد معاشرے میں جو غلط افکار ہیں، باطل نظریات ہیں، ان کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا۔ غلط افکار کے خلاف جہاد کا طریقہ یہ ہے کہ آپ قرآن کی تعلیمات لوگوں کے سامنے پیش کریں، خود بیان کر سکیں تو بہت اچھا ہے نہیں تو کسی درس قرآن کے اندر لے کر آئیں۔ لوگوں کی سوچ کو بدلنا فکری جہاد ہے۔ تلوار اُٹھانے سے پہلے یہ مرحلہ بھی لازمی ہے۔ حضور ﷺ نے بھی پہلے جہاد بالقرآن سے آغاز کیا ہے اور آخر میں تلوار اُٹھائی ہے۔ اس لیے کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کرنا آپ ؐ کے فرائض منصبی میں شامل تھا اور آپ ؐ کے بعد اس امت پر فرض ہے لیکن جو استحصالی طبقات پورے معاشرے کے اوپر سانپ بن کر بیٹھے ہوتے ہیں وہ تو جگہ نہیں چھوڑتے کیونکہ ان کے باطل نظام سے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ اس لیے پھر ان کے خلاف جہاد کرنا پڑتا ہے اور اس کے لیے اللہ نے فولاد اُتارا ہے۔

﴿وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾﴾ ''اور ہم نے لوہا بھی اُتارا ہے اس میں شدید جنگی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لیے دوسری منفعتیں بھی ہیں۔ اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی غیب میں ہونے کے باوجود۔ یقیناً اللہ بہت قوت والا، بہت زبردست ہے۔'' (الحدید:25)

اسی میں مسلمانوں کا امتحان بھی ہے کہ وہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے اپنی جان و مال کی قربانی کے لیے تیار ہیں یا نہیں۔ ہم سب کہتے تو ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں، اللہ پر ہمارا ایمان ہے۔ اس ایمان کا تقاضا ہے کہ سب سے بڑھ کر محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ﴾ ''اور جو لوگ واقعتاً صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔'' (البقرہ:165)

اللہ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ نے جو بہترین نظام عدل اجتماعی اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے ہمیں عطا کیا ہے، جس کی ایک جھلک دور خلافت راشدہ میں نوع انسانی دیکھ چکی ہے اور کسی حد تک تھوڑی سی جھلک طالبان افغانستان کے دور حکومت میں بھی دنیا نے دیکھی تھی جب انہوں نے شریعت نافذ کی تھی۔ اس دوران جو بھی وہاں گیا اس نے واپس آ کر یہی کہا کہ دور خلافت راشدہ تو ہم پڑھتے تھے، اس کی جھلک اب دیکھی ہے۔ چنانچہ اس نظام کو قائم کرنا اللہ و رسول ﷺ سے وفاداری کا تقاضا بھی ہے اور ہمارے ایمان کا بھی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''مرکز دارالاسلام، 23-کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں

26 تا 28 جنوری 2018ء

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

سلسلہ وار 54 مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

دراسرارِ شریعت 3

11 تا ندانی نکتۂ اکلِ حلال — بر جماعت زیستن گردد وبال

جب تک تو رزقِ حلال کی حقیقت و اہمیت نہیں جانے گا (مسلمانوں کے) معاشرے پر تیرا جینا وبال ہوگا

12 آہ یورپ زیں مقام آگاہ نیست — چشم او یَنظُرُ بِنُورِ اللہ نیست

افسوس کہ یورپ (خودشناسی و خداشناسی کے) اس مقام سے آگاہ نہیں ہے اس کی آنکھ 'اللہ کے نور سے دیکھنے والی' (آنکھ) نہیں ہے (وہ صرف حیوانی آنکھ سے دیکھ رہا ہے)

13 او نداند از حلال و از حرام — حکمتش خام است و کارش ناتمام

وہ (پاکیزہ چیز) حلال اور (ناپاک چیز) حرام میں فرق نہیں سمجھتا اس کی حکمت و بصیرت بھی خام ہے اور کام بھی نامکمل ہے

14 اُمتے بر اُمتے دیگر چرد — دانہ ایں می کارد، آں حاصل برد

ایک قوم دوسری قوم (کے وسائل) کو کھارہی ہے یہ (محنت کرکے) دانہ کاشت کرتی ہے، وہ (خواجہ و آقا ہوکر) پیداوار (یعنی وسائل رزق ظالمانہ طور پر) لے جاتی ہے

15 از ضعیفاں ناں ربودن حکمت است — از تن شاں جاں ربودن حکمت است

کمزوروں (محکوم قوموں) سے روٹی چھین لینا ان کی استحصالی حکمت ہے اور ان کے جسم سے جان نکال دینا (ان کے نزدیک غالب و حاکم کی) حکمت ہے

16 شیوۂ تہذیبِ نو آدم دری است — پردۂ آدم دری سوداگری است

اس نئی مغربی تہذیب کی روش انسان کی چیر پھاڑ یعنی نوچ نوچ کر کھانا ہے یہ آدم دری (انسان کی خون پسینے کی محنت لوٹ کر کھا جانا) سوداگری کے پردے میں ہوتی ہے

11- ہر خدا شناس مال دار اور سرمایہ دار کے لیے نکاح، طلاق اور نماز کے مسائل کی طرح حلال کمانے اور ربّ کائنات کے احکام کے مطابق مال خرچ کرنے کے انداز سیکھنا لازم ہے۔ رزقِ حلال کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد ہی وہ رزقِ حلال کے لیے تگ و دو بھی کرے گا وگرنہ ایسے سرمایہ دار کا وجود مسلمان معاشرے کے لیے وبال ہے کہ فرمانِ رسالت ہے کہ ایسا سرمایہ دار جو ہر طریقے سے مال کماتا ہے اور مرضی سے خرچ کرتا ہے وہ مال کو پوجتا ہے اور اس نے سرمایہ کو خدا اور معبود بنا رکھا ہے۔ سرمایہ دار کے یہ نظریات اسلامی معاشرہ کے لیے اسی لیے وبال ہے کہ یہ نظریات اس میں MISFIT ہیں۔

12- افسوس! یورپ علم و ہنر کی چکا چوند روشنی کے باوجود اس مقام اور راز سے آگاہ نہیں ہے خداشناسی کو چھوڑ کر اس نادان نے لبرل ازم اور سیکولرازم کو اپنایا ہے وہ خداشناسی کے جذبات اور قربانی کے احساسات سے محروم معاشرہ ہے وہ آخرت کے منکر ہیں لہٰذا وہاں نفسا نفسی، خود غرضی اور ذاتی منفعت کے لیے دوسروں کو دھکیل کر پیچھے کرنے کی کشاکش لگی ہوئی ہے۔ یورپ کی آنکھ میں 'ضمیر' کا نور نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ 'اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللہ' کے تصور سے ناآشنا ہے۔

13- یورپی فکر اتنی 'روشنیٔ علم' کے باوجود حلال و حرام میں فرق نہیں سمجھتا آج کا مغربی انسان (علامہ اقبال کے ان اشعار کے لکھتے وقت ابھی فکری طور پر بچہ تھا) ڈارون کا ترقی یافتہ حیوان، فرائڈ کا جنسی درندہ اور معاشی حیوان بن کر خود اپنے ہم جنسوں کے لیے وبال جان ہے اور چند درندہ صفت ارب پتی اپنے جیسے کروڑوں محروم وسائل کو مزید نوچ کر کھا رہے ہیں۔ مغرب کی حکمت میں کوئی فکری خلا ہے اور عملی کاوشیں بے نتیجہ۔

14- ایک گروہ دوسرے گروہ کو، ایک قوم دوسری قوم کو اور ایک طبقہ دوسرے طبقہ کو بے دریغ کھا رہا ہے جیسے چراہ گاہ میں جانور چرتے ہیں اور حکومتی اور اجتماعی سطح پر کوئی ضابطہ، قانون، کوئی قدغن ان خونخواروں کو ان افعالِ خبیثہ وسیئہ سے روکنے کے لیے موجود نہیں ہے۔

16-15- یورپی و مغربی وصیہونی دانشوری یہی ہے کہ ضعیفوں اور کمزوروں سے روٹی کا لقمہ بھی چھین لو اور اس کے تن لاغر میں کوشش کرو کہ وہ جان بھی لے لو اور اس کے اعضا بطور SPARE PART بیچ کر پیسے بنا لو۔ ؏

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

ان حالات میں یورپ و امریکہ پر آسمان سے خون برسے تو بھی یہ عین قرین انصاف ہوگا۔ عصر حاضر کی تہذیب کا طرۂ امتیاز انسان کی چیر پھاڑ ہے یعنی نوچ نوچ کر کھانا اور یہ آدم دری بڑے مہذب انداز میں سوداگری، کاروبار اور ملٹی نیشنل کمپنیز کے نام سے ہوتی ہے۔

> تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
> ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
> اقبال

ہماری مکمل کوشش ہونی چاہیے کہ پاکستان کی سرزمین کسی بیرونی دباؤ کی وجہ سے کسی کے خلاف دوبارہ استعمال نہ ہو: ایوب بیگ مرزا

ٹرمپ کی ٹویٹ کو سیریس لینے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے: اوریا مقبول جان

ٹرمپ کی ٹویٹ کو صرف دھمکی نہیں بلکہ کھلا اعلان جنگ سمجھنا چاہیے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

ہمارا میڈیا اُمت مسلمہ میں وہن کی بیماری پھیلا رہا ہے جس کی وجہ سے دشمن چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے ہیں: رضاء الحق

ٹرمپ کی ٹویٹ: امریکہ کیا چاہتا ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: نئے سال کے پہلے دن ہی ٹرمپ نے ٹویٹ کیا کہ پاکستان امداد لے کر امریکی راہنماؤں کو بیوقوف بناتا رہا ہے لیکن اب امداد اُس وقت ملے گی جب پاکستان ہمارا کام کرے گا۔ کیا یہ کیرٹ اور سٹک پالیسی کا حصہ تو نہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: کیرٹ اور سٹک کے تو ہم ستر سال سے عادی ہیں مگر ٹرمپ کی پالیسی میں کیرٹ تو کہیں نہیں ہے بلکہ سٹک ہی سٹک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑے سیریس انداز یہ بات کی ہے لہٰذا اسے صرف دھمکی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ کھلم کھلا اعلان جنگ سمجھنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ پاکستان امریکہ کو بیوقوف بنا تا رہا ہے۔ بنیادی طور پر اگر دیکھا جائے تو ایسا بیان دینا خود بیوقوفی اور حماقت کی ایک دلیل ہے۔ حالانکہ امریکہ بیوقوف بنتا نہیں رہا بلکہ وہ دوسروں کو بیوقوف بنانے کا عادی ہے۔ اُسے افغانستان میں آنے کے لیے ایک بہانے کی ضرورت تھی لہٰذا نائن الیون کا ڈراما رچایا اور یہاں قدم رکھنے کے لیے انہیں پاکستان سے بہتر جگہ کوئی نہیں مل سکتی تھی۔ لہٰذا انہوں نے ڈیمانڈز کی ایک لمبی فہرست پاکستان کے حوالے کر دی جس کو مشرف نے غیر مشروط طور پر قبول کر لیا اور اس طرح یہ جنگ ہمارے اوپر مسلط کر دی گئی۔ اصل میں یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہ ماننے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمارے لیے یہ ہدایت لکھ دی تھی کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ﴾ ’’اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دلی دوست (حمایتی اور پشت پناہ) نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔‘‘ (المائدہ:51)

لیکن ہم ان کی دوستی کا دم بھرتے رہے۔

سوال: آج ایسے دانشور بھی پیدا ہو گئے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آیات آج کے دور کے لیے نہیں اُتریں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اگر دیکھا جائے تو یہ آیات آج کے دور کے لیے ہی ہیں۔ یہ پیشین گوئیاں تھیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ مستقبل میں یہ حالات پیش آئیں گے۔ جس وقت یہ آیات اتری تھیں اس وقت نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن نہیں تھے بلکہ یہود اور مشرکین دشمن تھے۔ جبکہ قرآن مجید میں کہا گیا کہ تم یہود و نصاریٰ کو

مرتب: محمد رفیق چودھری

دوست مت بناؤ۔ آج نصاریٰ ہمارے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ پیشین گوئی آج کے دور کے لیے تھی۔ دوسری بات یہ کہ اس زمانے میں یہود و نصاریٰ کی اتنی دوستی نہیں تھی لیکن آج یہ ایک دوسرے کے دوست بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ دوستی کی آڑ میں بھی مسلمانوں سے دشمنی کرتے ہیں۔ چنانچہ دھوکہ تو بنیادی طور پر امریکہ نے پاکستان کے ساتھ کیا ہے کہ اُس نے بغیر کوئی معاوضہ دیے پاکستان کو اپنی جنگ میں شامل کر لیا۔ ہمارے ہوائی اڈے، سڑکیں وغیرہ استعمال کیں جن کا اگر ہم کرایہ وصول کریں تو سینکڑوں بلین ڈالر بنتے ہیں۔ اس جنگ میں حصہ لینے سے ہمیں فائدہ کوئی نہیں ہوا بلکہ اُلٹا نقصان ہی ہوا ہے۔ ہم نے اب اپنے نقصان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے اور کافی حد تک دہشت گردی پر بھی قابو پا لیا ہے جس کی دنیا معترف بھی ہے۔ لیکن یہ اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ ٹرمپ اپنی ناکامیوں کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنی پوری ٹیکنالوجی اور نیٹو فورس کے ساتھ وہاں کنٹرول نہیں کر سکا۔ بالفرض ان کی بات مان لیتے ہیں کہ یہاں سے کچھ دہشت گرد وہاں جا رہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ امریکہ ان کو وہاں مارتا کیوں نہیں ہے۔ حالانکہ پاکستان تو باڑ لگانے سمیت ہر ممکن کوشش کے ذریعے ان کو روک کر ایک طرح سے امریکہ کی معاونت کر رہا ہے۔ امریکہ خود یہ کوشش کیوں نہیں کر سکتا؟ اصل میں امریکہ بہانہ ڈھونڈ رہا ہے کہ اپنی شکست کا ملبہ پاکستان پر ڈال دیا جائے۔ وہ پاکستان کو قربانی کا بکرا بنانا چاہ رہا ہے۔

سوال: ٹرمپ کی ٹویٹ اور اس سے پہلے کے کچھ بیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ٹرمپ اور امریکی انتظامیہ کے بیک آف دی مائنڈ میں کیا چل رہا ہے؟

رضاء الحق: یہ اصل میں ایک کثیر الجہتی سٹریٹیجی ہے اور ایک پورا تسلسل ہے جو کچھ مقاصد حاصل کرنے کے لیے ہے۔ جن میں سے ایک مقصد بالکل واضح ہے کہ امریکہ افغانستان میں ایک ذلت آمیز شکست سے بچ جائے جس سے بچنے کے لیے اس نے اب تک بہت سارے طریقے استعمال کر لیے لیکن ان میں ناکامی ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ اب چاہتا ہے کہ پاکستان اس جنگ میں شامل ہو کر ہمیں یہ جتوا کر دے تاکہ اس میں امریکہ کی face saving ہو جائے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ افغانستان میں جو معدنیات موجود ہیں ان سے استفادہ کے لیے وہ یہاں دیر تک رہنا چاہتے ہیں۔ چونکہ چائنہ کے گھیراؤ کی پالیسی بھی ان کی کافی پرانی ہے۔ لیکن چائنہ کے push back کی وجہ سے یہ پالیسی کافی ناکام ہو رہی ہے۔ لہٰذا انہیں اس علاقے میں چائنہ کا بڑھتا ہوا خطرہ بھی نظر آ رہا ہے۔ اب چونکہ وہ براہ راست چائنہ پر پریشر نہیں ڈال سکتے۔ اس لیے ان کا ایک مقصد اس وجہ سے بھی پاکستان کو پریشرائز کرنا ہے۔ امریکہ اس لیے بھی پاکستان پر پریشر ڈال رہا ہے کہ کہیں اس کا چائنہ اور روس کے ساتھ

اتحاد نہ بن جائے۔ کیونکہ یہ اتحاد اس علاقے میں ایک Alternative اتحاد کہلائے گا۔ جس سے پھر امریکہ کو اپنی isolation کا خطرہ ہے۔

اس کے علاوہ وہ اس علاقے میں انڈیا کو بھی رول دینا چاہتا ہے اور اس رول کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کو کسی نہ کسی طرح انڈیا کے مقابلے میں کمزور کیا جائے اور علاقے میں اس کی اہمیت کو کم کیا جائے۔ لہٰذا اس کو shut up کال دی جائے تاکہ وہ ہمیشہ امریکہ کے خوف کے ساتھ رہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا بھی ان کا ایک مقصد ہے۔ تاکہ اس کے جوہری ہتھیاروں پر ہاتھ ڈالنے میں ان کو آسانی ہو جائے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حالیہ دنوں میں پاکستان نے چین کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے کہ ہم ڈالر سے ہٹ کر چین کی کرنسی Yuan میں تجارت کریں گے اور چین پہلے ہی اس حوالے سے روس کے ساتھ یہ ڈیل کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے دنوں ٹرمپ نے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کا اعلان کیا۔ اس حوالے سے ان کے راستے میں کوئی اور مسلم ملک رکاوٹ نہیں ڈال سکتا سوائے پاکستان کے، کیونکہ پاکستان عسکری لحاظ سے اتنا مضبوط ہے کہ وہ یہاں سے اسرائیل کو نشانہ بنا سکتا ہے۔

سوال: ٹرمپ نے اپنی ٹویٹ میں جو کچھ کہا اس میں کچھ حقیقت بھی ہے یا کل کا کل جھوٹ ہے؟

اوریا مقبول جان: دو تین وجوہات ایسی ہیں جن کی وجہ سے ہمیں ٹرمپ کو سیریس لینا چاہیے۔ ایک یہ کہ 1995ء میں امریکی کانگریس نے یہ بل منظور کیا تھا کہ امریکی سفارت خانہ یروشلم منتقل کیا جائے اور ہر چھ مہینے کے بعد ہمیں وضاحت دی جائے کہ ہم اسے کیوں منتقل نہیں کر رہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک تمام امریکی صدور یہ کام نہیں کر سکے اور وہ اس کا باقاعدہ جواب دیتے رہے کہ اس سے حالات خراب ہو جائیں گے۔ لیکن ٹرمپ نے شروع میں اس حوالے سے جو اعلان کیا تھا وہ اس نے پورا بھی کیا۔ ایران کے ساتھ امریکی اسٹیبلشمنٹ تعلقات بہتر بنانا چاہ رہی ہے لیکن ٹرمپ نے شروع ہی سے ایران کے خلاف موقف اختیار کیا اور اب وہ ایران کے ساتھ بھی پنگا لینے کی کوشش میں ہے۔ اس کا یہی حال پاکستان کے ساتھ ہے۔ امریکی انتظامیہ مسلسل چھ مہینے سے پاکستان کے بارے میں مختلف قسم کا بیانیہ دے رہی ہے۔ سب سے پہلے امریکی وزیر خارجہ نے بیان دیا تھا کہ پاکستان اگر ہماری بات نہیں مانے گا تو ہم اس کو سبق سکھائیں گے بلکہ اس نے تو یہاں تک کہا تھا کہ پاکستان اپنا کچھ علاقہ کھو دے گا۔ جس پر انٹرنیشنل خبریں چلی تھیں کہ فاٹا کا علاقہ علیحدہ ہو سکتا ہے اور ایک ملک بن سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے ٹرمپ اور نائب صدر مائیک پینس دونوں Evangelist ہیں اور Evangelist تحریک کے راہنما بلی گرام کے اس نظریے پر یقین رکھتے ہیں کہ جب تک یروشلم یہودیوں کا دارالحکومت نہیں بنتا، یہودی ایک بہت بڑی حکومت قائم نہیں کر سکتے اور اس کے تحت ان کا ہیکل سلیمانی نہیں بنتا اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ ظہور نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰؑ نے ایک دفعہ یہودیوں کو دعوت دی تھی اور اب دوبارہ دیں گے۔ چنانچہ یہودیوں کو یہ ایک مہلت دی گئی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ اس کو قبول کر لیں۔ لیکن اگر وہ دوبارہ بھی عیسیٰؑ کی دعوت قبول نہیں کریں گے تو پھر تمام عیسائی عیسیٰؑ کے ساتھ مل کر یہودیوں کے خلاف جنگ کریں گے اور ان کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ لہٰذا

> ویت نام کی شکست کا بدلہ امریکہ نے کمبوڈیا کی اینٹ سے اینٹ بجا کر لیا تھا کیونکہ کمبوڈیا کے مشرقی علاقے میں وہ گوریلا چھپے ہوئے تھے جن کی وجہ سے امریکہ کو ویت نام میں شکست ہوئی تھی۔

Evangelists اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں یہود کی مدد کرنی چاہیے تاکہ وہ ہیکل سلیمانی قائم کریں اور ہم حضرت عیسیٰؑ کو اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ مائیک پینس نے افغانستان میں بگرام ایئربیس پر فوجیوں کے درمیان کھڑے ہو کر بیان دیا کہ پاکستان دہشت گردوں کو پناہ دیتا ہے۔ امریکی نائب صدر کی بات کوئی چھوٹی بات نہیں ہوتی۔ اس کے بعد پھر ٹرمپ کا بیان آیا ہے۔ اس کی دو تین وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ امریکہ اس وقت شدید قسم کے بحران کا شکار ہے کیونکہ ان کے تقریباً سات لاکھ فوجی ذہنی مریض بن چکے ہیں جو اپنے گھروں میں نہیں جا سکتے۔ گھر والے ان کو نکال دیتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ امریکہ میں روزانہ 22 خودکشیاں ہوتی ہیں اور یہ میری نہیں بلکہ CNN کی فگر ہے۔ یہ اتنی بڑی شکست ہے کہ جس کو امریکہ ہضم نہیں کر سکتا۔ اس کا ایکل ان کے پاس ہمیشہ ہوتا ہے۔ جب ویت نام میں بھی اسی طرح انہیں شکست ہوئی تھی تو اس وقت کے امریکی صدر نکسن نے 20 اپریل 1970ء کو کہا تھا کہ ہم واپس جا رہے ہیں لیکن جو اصل پلان انہوں نے بنایا تھا وہ ظاہر نہیں کیا۔ انہوں نے کمبوڈیا کے جرنیلوں کو پیسے دیے اور ان کے ذریعے شہانوف کی گورنمنٹ ختم کر دی۔ شہانوف بھاگ کر چین چلا گیا اور اس کے بعد اسی دوران جبکہ امریکی فوجوں کا ویت نام سے انخلاء ہو رہا تھا دوسری طرف امریکہ نے کمبوڈیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ کیونکہ کمبوڈیا کے مشرقی علاقے میں وہ گوریلا چھپے ہوئے تھے جن کی وجہ سے امریکہ کو ویت نام میں شکست ہوئی تھی۔ پاکستان کے ساتھ بھی ان کی یہی صورت حال ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہاں سرجیکل سٹرائیک کریں کیونکہ ان کے نزدیک یہاں دہشت گردی کے 35 ٹھکانے ہیں جو انہوں نے خود باقاعدہ بنائے ہوئے ہیں تاکہ دنیا کو بتائیں کہ افغانستان میں پسپائی پاکستان کی سازش اور دہشت گردوں کو پناہ دینے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لہٰذا ٹرمپ کے بیان کو بہت سیریس لینا ہوگا تب مسئلہ حل ہوگا۔

سوال: ٹرمپ نے کہا کہ ہم نے پاکستان کو اتنے پیسے دیے مگر اس نے ہمارا کام نہیں کیا۔ اس بات میں کتنی سچائی ہے؟

اوریا مقبول جان: ہمیں 1.30 بلین ڈالر ملٹری assistance کی مد میں ملتے رہے۔ جس میں نقد ڈالر تو ہوتے نہیں بلکہ کچھ ہتھیار مل گئے یا کچھ اور سامان مل گیا۔ کیش میں جو تھوڑی تھوڑی کر کے امداد ملی وہ تمام تر این جی اوز اور میڈیا کو گئی۔ اسی وجہ سے میڈیا میں جو تجزیہ نگار بیٹھے ہوتے ہیں وہ عوام کو امریکہ کا خوف دلاتے رہتے ہیں کیونکہ میڈیا نے امریکہ سے پیسے لیے ہوتے ہیں۔ آج بھی کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ فوج کو امریکہ سے لڑانا چاہتے ہیں تاکہ فوج ختم ہو جائے۔ لیکن ایسا ہوگا نہیں۔ کیونکہ اگر امریکہ سٹرائیک کر بھی لے تو افغانستان کا مشرقی حصہ سارے کا سارا آپ کے ساتھ کھڑا ہوگا کیونکہ اس علاقے میں امریکہ کی رٹ ہی نہیں ہے اور جہاں اس کی رٹ نہیں ہے وہاں سے وہ کسی طور پر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اصل میں ہماری بیوروکریسی، فوج، این جی اوز وغیرہ میں امریکہ کی چار پانچ لابیز بیٹھی ہوئی ہیں جو چاہتی ہیں کہ ہم ایک دفعہ پھر امریکہ کے سامنے جھک جائیں اور مارچ میں جا کر پھر ہم آئی ایم ایف کے سامنے بھیک مانگیں۔ پھر امریکہ ہمارے سامنے شرائط رکھ دے گا اور ہمیں ماننی پڑیں گی۔

سوال: بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو آج بھی یہی کہتے ہیں کہ مشرف کی امریکہ کے آگے گھٹنے ٹیکنے والی

پالیسی صحیح تھی۔ ٹرمپ کی اس ٹویٹ کے بعد کیا ان لوگوں کی آنکھیں نہیں کھل جانی چاہییں؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت مسلمانانِ پاکستان فکری لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک اسلامی سوچ رکھنے والے نظریاتی لوگ ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو مغرب کے بہت قریب ہیں اور لبرل سوچ رکھتے ہیں۔ اسلامی سوچ رکھنے والوں کا یہ خیال ہے کہ نائن الیون کا واقعہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا تاکہ مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اس سے پہلے وہ چاہتے تھے کہ اپنی عوام کو مطمئن کر دیں کہ دیکھیں تمہارے ساتھ کتنا بڑا حادثہ ہوا ہے لہٰذا اب ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ ان لوگوں کے خلاف ایک بڑا اقدام کریں تاکہ کوئی آئندہ امریکہ کی سلامتی کے خلاف سوچ بھی نہ سکے۔ اسی منصوبہ کے تحت بعد میں افغانستان، عراق، لیبیا وغیرہ کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور کچھ مسلمان ممالک کو فکری و عملی طور پر غلام بنالیا گیا جن میں مصر، سعودی عرب اور امارات وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح امریکہ نے امت مسلمہ کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نائن الیون کو ذریعہ بنایا تھا۔ لہٰذا جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اگر فلاں بات مان لیتے تو امریکہ یہ نہ کرتا، وہ نہ کرتا تو یہ ایک احمقانہ سوچ ہے کیونکہ امریکہ کا منصوبہ ہی مسلمان ممالک کو تباہ کرنا تھا۔ لہٰذا اصل یہ تھا کہ اس کا مقابلہ کیا جاتا، ہم یہ نہیں کہتے کہ بالکل سامنے آ کر مقابلہ کیا جاتا لیکن ہمارے حکمرانوں نے ان کا دست و بازو بن کر جو انہیں تعاون فراہم کیا ہے اس سے اس تباہی و بربادی میں بڑی آسانی پیدا ہوگئی۔ اگر مسلمان حکمران امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کرتے تو امریکہ اتنی آسانی سے امت مسلمہ کو تباہ و برباد نہ کرسکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ اگر مسلمان حکمران کھڑے ہوجائیں، خاص طور پر پاکستان کے حکمران یہ سمجھ لیں کہ مشرف کی پالیسیوں کی وجہ سے ہم کھائی میں گر چکے ہیں اور یہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ امریکہ سے جنگ شروع کر دیں لیکن ہم بڑے حکیمانہ انداز میں اور سوچ سمجھ کر اس کا مقابلہ کریں۔ یاد رکھیے! امریکہ کے سامنے جو جھکتا چلا جائے وہ اس کے اوپر چڑھائی کرتے چلے جاتے ہیں اور جو اس کے سامنے ڈٹ جائے تو پھر امریکہ بھی پیچھے ہٹتا ہے۔ جیسے شمالی کوریا اور شام نے کیا۔ لہٰذا ہمیں ایک باقاعدہ منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے تحت امریکہ کے اس جارحانہ طرز عمل کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ مشرف کی پالیسیوں کی حمایت کرنے والوں میں سے کچھ اعتدال پسند لوگوں نے امریکہ کے اس غلط رویے کو تسلیم کیا ہے لیکن جو اندھے ہیں انہوں نے نہیں مانا۔ نائن الیون کے ڈرامے کے دو مقاصد تھے۔ پہلا گریٹر اسرائیل کا قیام اور دوسرا امت مسلمہ کو نیست و نابود کرنا، اس حوالے سے وہ خطہ عرب میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ سارا عالم اسلام بشمول عرب ان کے سامنے بچھ چکا ہے۔ البتہ اب ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ پاکستان ہے۔ اس لیے ٹرمپ پاکستان کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ کیونکہ جب تک پاکستان کی قوت ختم نہیں ہوگی ان کے نزدیک اسلامی دنیا کی قوت ختم نہیں ہوئی۔ لہٰذا وہ اپنے اس ہدف کی طرف بڑھ رہے ہیں جس کا پہلا قدم نائن الیون کا ڈراما تھا۔ کیونکہ پاکستان ہے بھی ایٹمی قوت، اگر یہ ایٹمی قوت نہ ہوتا تو یہ قصہ بہت پہلے ختم کر دیا گیا ہوتا۔

سوال: مشرف کے حمایتی طبقہ اور میڈیا میں سے جن لوگوں نے امریکی پالیسیوں کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اب ان کے لیے ہمارے پاس کیا جواب ہونا چاہیے؟

> مسلمان حکمران اگر امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو امریکہ اُمت مسلمہ کو اتنی آسانی سے تباہ و برباد ہر گز نہ کرسکتا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں ایسے لوگ موجود ہیں اور کھلم کھلا ایسی باتیں کرتے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے انگریزی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں لبرل اور سیکولر نظریات کو باقاعدہ پروموٹ کیا جا رہا ہے اور مذہب کا استہزا کیا جا رہا ہے۔ یعنی میڈیا ہماری جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ اس وقت بھی ہمیں ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر ہم نے ایک سپر پاور کی بات نہ مانی تو یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا۔ ہمارے لیے اصل ہدایت اللہ کی کتاب ہے۔ جس میں اللہ نے ان ساری باتوں کا جواب دے دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں ایسے حالات تھے کہ منافقین اس طرح کی باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم نے ان کے بتوں کو توڑا تو ہمیں معاشی طور پر بہت نقصان ہوگا۔ یہ باتیں مسلمانوں کو خوف دلا کر کمزور کرنے والی ہیں۔ یہی سب کچھ آج کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں سے ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ یہی لوگ ہماری معیشت کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ ان کی باتوں کو سامنے رکھ کر ہم نے قرضے لے لے کر اپنے آپ کو بالکل باؤنڈ کر لیا ہے۔ یہ ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہونے دے رہے۔ ہم نے قرضوں کی سودی معیشت پر دار و مدار کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ اس وجہ سے ملک میں سیاسی طور پر ہم انتشار کی کیفیت میں ہیں۔ وہ تو ہمارے دشمن ہیں انہوں نے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ ہمیں سمجھداری کا ثبوت دینا ہے کہ ہم اس پالیسی کو رد کیسے کریں؟ اپنے پاؤں پر کھڑا کیسے ہوں؟ اگر ہم اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوششیں کریں تو ہوسکتا ہے کچھ تکالیف آئیں لیکن تکالیف تو ہم اب بھی برداشت کر رہے ہیں۔ یہ اصل میں ہمیں نفسیاتی طور پر کمزور کرنے کی جنگ ہے۔ تاکہ ہم اپنی اندرونی چپقلش میں الجھے رہیں اور دشمن اپنا کام کر جائے۔

سوال: ہمارے میڈیا اینکرز اور تجزیہ نگار خوف دلا رہے ہیں کہ امریکہ نے امداد بند کر دی تو یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا۔ کیا واقعی امریکی امداد کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہوسکتا؟

رضاء الحق: آپ کی بات جزوی طور پر درست ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ہمیں ایک چیز بڑی واضح طور پر سمجھنی چاہیے۔ Between the Devil and the Deep Blue Sea کے مصداق جس طرح بنی اسرائیل فرعون سے بچ کے نکل رہے تھے تو ایک طرف سمندر تھا اور دوسری طرف فرعون تھا۔ یعنی دونوں طرف موت تھی۔ اب جب دونوں طرف موت ہے تو اگر آپ سچے راستے پر چل رہے ہیں اور آپ کوشش کر رہے ہیں کہ صحیح طریقے سے چلیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد وہیں پہ آتی ہے۔ ہمارے اینکرز کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک زمینی حقائق وہ ہیں جن کا وہ ادراک رکھتے ہیں لیکن ایک زمینی حقیقت یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آخری دور میں جب دنیا کی اقوام مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گی، مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن ان کے اندر وہن کی بیماری پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے ان پر دشمن چاروں طرف سے حملہ کریں گے اور وہن کی بیماری ہے دنیا کی محبت اور موت سے خوف۔ چنانچہ ان اینکرز کی باتوں سے لگتا ہے کہ یہ وہی وہن کی بیماری پھیلا رہے ہیں۔

سوال: اس صورت حال میں پاکستان کی افواج کو کیا پالیسی اختیار کرنی چاہیے اور no more کی پالیسی پر کس حد تک جازم رہنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: ابھی آپ نے معیشت کی بات کی ہے اور یہ حقیقت ہے جس کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہمارے سیاستدانوں اور جرنیلوں کو ذریعہ بنا کر ہماری معیشت کو انتہائی کمزور کر دیا گیا ہے۔ اب جبکہ خبریں آ رہی ہیں کہ ہمیں پھر آئی ایم

ایف کی طرف جانا پڑے گا۔ وہاں جائیں گے تو وہاں امریکہ کھڑا ہوگا اور اگر آئی ایم ایف کے پاس نہیں جاتے تو دیوالیہ ہونے کا خطرہ ہے۔ تو یہ کوئی معمولی خطرہ نہیں بلکہ یہ خطرہ اپنی جگہ موجود ہے۔ لیکن یاد رکھیے! دنیا کے ہر خطرے کا بالآخر عقل اور جذبے کو ساتھ ملا کر مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور اگر پاکستان کے حکمران یہ طے کرلیں کہ انہیں بہرحال زندہ رہنا ہے اور اس مصیبت سے نکلنا ہے تو اس کا حل بھی نکل سکتا ہے۔ میں صاف بات کہنا چاہوں گا کہ امریکہ کے اس سارے ڈراما میں فوج بیوقوف بنی ہے لیکن اب اس کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اسے سمجھ آچکی ہے کہ یہ بات اب نہیں چلے گی اور اب نومور کا معاملہ فوج ہی کی طرف سے آرہا ہے۔ امید ہے کہ اگر معیشت کے معاملے نے بہت ہی خوفناک صورت حال اختیار نہ کرلی تو فوج اس معاملے میں ڈٹ جائے گی۔ کیونکہ اگر اب یہ نہیں کرے گی تو پھر کب کرے گی۔ اب یا تو ہمیں موت قبول کرنی پڑے گی یا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اب درمیانہ راستہ کوئی نہیں ہے اور امریکہ اس وقت تک خوش نہیں ہوگا جب تک آپ افغان طالبان کو شکست دے کر افغانستان اس کے سامنے ایک پلیٹ میں پیش نہیں کردیتے۔

سوال: ہم اپنی افواج کو خیر خواہی کی کیا نصیحت کرسکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ہماری طرف سے پہلے کوئی اقدام نہ ہو اور ہمیں مکمل طور پر کوشش کرنی چاہیے کہ پاکستان کی سرزمین کسی قسم کے بیرونی دباؤ کی وجہ سے کسی کے خلاف استعمال نہ ہو۔ کسی کو اجازت نہیں دینی چاہیے کہ باہر کی جنگ ہم یہاں بیٹھ کر لڑیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے معاملات کو اتنا بہتر کرنا چاہیے کہ اگر باہر سے حملہ ہو تو اس کا جواب دے سکیں۔ جنرل ضیاء الحق نے ایک حل دیا تھا اور فوج کے پاس اب بھی وہ حل ہے۔ اس زمانے میں ایک خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ اسرائیل پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو ختم کرنے کے لیے حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس پر جنرل ضیاء الحق نے ایک پبلک بیان دیا تھا کہ اگر ہمارے اوپر دنیا میں سے کسی ملک سے بھی حملہ ہوا تو ہم اس کا جواب ہندوستان کو دیں گے۔ اس لیے کہ ہمارا اصل دشمن ہندوستان ہے اور اس کی مدد کے بغیر ہم پر حملہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جنرل ضیاء کی اس دھمکی کی وجہ سے ہندوستان نے تمام اس طرح کی کارروائیوں کو ترک کردیا تھا۔ ❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروٹوکول اور آزادیٔ رائے

حافظ ڈاکٹر خالد محمود ترمذی

قرآن کریم میں سورۃ النحل کی آیت نمبر 75 کا ترجمہ ہے: ''اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کا مملوک جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک ایسا شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے (بہت سا) مال طیب عطا فرمایا ہے۔ جس میں سے وہ چھپے کھلے خوب خرچ کرتا رہتا ہے بتاؤ کیا یہ دونوں شخص برابر ہیں؟''

مراد یہ ہے کہ جب تم اپنے غلاموں (اور ملازموں) کو اتنا مال اور اسباب دنیا نہیں دیتے کہ وہ تمہارے برابر ہوجائیں تو اللہ کریم کب یہ پسند کرے گا کہ تم کچھ لوگوں کو جو اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں اللہ کا شریک اور اس کے برابر قرار دے دو۔

روزنامہ جنگ مورخہ 20 جمادی الثانی (20 مارچ 2017ء) کو مبشر علی زیدی کی 100 لفظوں کی کہانی کچھ یوں ہے:

لاہور میں صدر صاحب کو سیمینار میں خطاب کرنا تھا ایڈیٹر صاحب نے کوریج کی ذمہ داری مجھے سونپی۔ میں بھاگم بھاگ الحمرا آرٹس کونسل پہنچا۔ وہاں پروٹوکول والے چوکس کھڑے تھے مشرق میں ایک کلومیٹر تک سڑک بند تھی۔ مغرب میں ایک کلومیٹر تک سڑک بند تھی۔ شمال میں ایک کلومیٹر تک سڑک بند تھی۔ جنوب میں ایک کلومیٹر تک سڑک بند تھی۔ شہری اپنی اپنی گاڑیوں میں قید تھے۔ سب بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ میں اپنا کارڈ دکھا کر الحمرا میں داخل ہوا دیکھا کہ صدر صاحب مساوات کے موضوع پر خطاب فرمارہے ہیں۔

یہ پروٹوکول ہی تو ہمارے یعنی عوام کالانعام اور حکمرانوں یعنی ظل اللہ کے درمیان یا ان کے سر پر کوئی سینگ اُگے ہیں واضح فرق ہے۔ ورنہ تو یہ حکمران بھی ہم جیسے انسان ہی ہیں ان کی کوئی دم بھی نہیں لگی ہیں۔ خلفاء راشدین (ہم ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہیں یہ حکمران بھی ان میں شامل ہیں) میں سے تین خلفاء شہید ہوگئے۔ خاص کر حضرت عثمانؓ کے گھر کا بلوائیوں نے گھیراؤ کر رکھا ہے۔ پانی تک اندر جانے نہیں دے رہے نوجوان جنت کے حسین سردار گھر کے دروازے پر پہرے دار ہیں کیونکہ ان کے والد گرامی حضرت علیؓ سیکورٹی کے ذمہ دار تھے۔ اجازت بھی طلب کی کہ امیر المومنین حکم دیں تو میں ان کو بزور یعنی تلوار کے زور پر یہاں سے ہٹا دوں۔ امیر المومنین فرماتے تم میری جان بچانے کی خاطر مسلمانوں کا خون بہاؤ گے؟ اور ان کی آزادیٔ رائے سلب کرو گے؟ اور یہی باب العلم جب خود امیر المومنین بنے تو پروٹوکول کے بغیر شہید کردیئے گئے۔ انہوں نے اپنی قیمتی جانیں پروٹوکول پر جو عدم مساوات کا کھلا مظہر ہے آزادیٔ رائے کا کھلا دشمن ہے، قربان کردیں۔ لیکن بلوائیوں کی آزادی رائے پر آنچ نہیں آنے دی۔ آج ہمیں اپنی جان کی اتنی فکر ہے کہ کسی کی آزادی رائے کو اس پر قربان کردیتے ہیں۔ اس کے دیگر حقوق یعنی شہری حقوق کی ذرہ بھر پرواہ نہیں۔ اپنے ہی ملک میں آزادی سے آنے جانے پر پابندی کہ شہریار کی سواری اس سڑک پر سے گزرے گی جس کی تعمیر ان کے دیئے ہوئے ٹیکس سے ہوئی ہے شہریار ان کی ذاتی ملکیت قرار پاتی ہے کیونکہ اس نے اپنی بنائی اسمبلی میں (جس کے ارکان بھی شہریوں کے دیئے ہوئے ووٹوں سے منتخب ہوئے ہیں) پروٹوکول کا منحوس قانون وضع کیا ہے۔ عوام کو پروٹوکول کی سولی پر لٹکایا ہوا ہے ان کی سب شہری آزادیاں سلب ہیں۔ ویسے ہم سب قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ یہ ہے جمہوریت اور اس کی نام نہاد مساوات۔ خلفاء راشدین کی جمہوریت بہتر تھی کہ یہ نام نہاد جمہوریت جس میں شہری اپنے حقوق کے لیے سڑکوں پر آجائیں تو انہیں بے دریغ گولیوں کی زد پر رکھ لیا جاتا ہے اور نہیں تو ان پر لاٹھی ڈنڈوں کی برسات تو ضروری ہے۔ خواہ احتجاج کرنے والے نابینا حضرات ہی کیوں نہ ہوں؟ ہم کتنے اندھے ہیں اور ہمارا قانون کتنا اندھا ہے کہ اندھوں سے بھی ڈرتے ہیں۔ اندھے کیا کسی کا بگاڑ لیں گے۔ خلفاء راشدین بلوائیوں کی آزادی رائے کا بھی کتنا احترام کرتے تھے اور اپنے آپ کو ان سے بہتر و بالا نہیں سمجھتے تھے۔ دیکھا جائے تو آج کا پروٹوکول انسانیت کی تذلیل اور توہین ہے۔

❀❀❀

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

نئے شمسی سال کا آغاز نائن الیون کے بعد کے پاکستان میں بھرپور روشن خیالی اور سافٹ امیج کے تقاضوں کے عین مطابق ہوا۔ تمام بڑے شہروں میں گلوبل ویلج کے مغربی ممالک کے شانہ بہ شانہ رات 12 بجے سے شروع ہونے والے جشن میں تمام تر لوازمات موجود تھے۔ ٹیلی ویژن چینلوں نے بھرپور کوریج دی۔ آتش بازی میں کروڑوں روپے کی کھپت نے خوبصورت مناظر تخلیق کیے جو ترقی یافتہ ممالک کے عین ہمسر ہونے کے اعتبار سے حیران کن تھے! سڑکوں پر بھنگڑے ڈالے گئے۔ پارٹیاں، شراب کی بے شمار سپلائی کا اہتمام، ہلا گلا، اختلاط، ترقی کے لوازم سب پورے کر ڈالے۔ لیکن نجانے اتنا طویل سفر طے کرنے کے باوجود یکم جنوری کی صبح ہم ایک مرتبہ پھر بے ننگ ونام دہشت گردی کے لق ودق صحرا میں ٹرمپ کی ایک ٹویٹ کے ہاتھوں لے جا کھڑے کیے گئے۔ ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد! ہمارے جوتے گھس گئے امریکی ڈوموریوں کی خدمت 17 سال بجالاتے۔ ٹرمپ نے ایک دم آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں، ہمیں بدترین لب ولہجے میں دھتکارتے لتاڑتے نئے سال کا آغاز کیا: پاکستان نے 33 ارب ڈالر کے بدلے امریکہ کو کچھ بھی نہ دیا!

ٹرمپ!! آؤ تمہیں بتاؤں ان سالوں میں پاکستان نے کیا کچھ قربان کیا۔ بات صرف یہ نہیں ہے کہ 17 سالوں میں ہم نے 70 ہزار جانوں کی قربانی اس نامراد جنگ پر لٹائی جس کا ہم سے دور پار کا بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔ جو بش کے مطابق ایک صلیبی جنگ تھی جو مسلم ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجانے کو شروع کی گئی تھی۔ ایک غریب، قرضوں میں دبے ملک پاکستان کا 130 ارب ڈالر کا نقصان ہوا جسے تم نے پورا تک نہ کیا۔ امریکہ! ہم نے تمہیں فتح دلانے، کامیاب کرنے کے لیے اتنا بھاری مالی تاوان ادا کیا۔ ہماری صنعتیں تباہ ہوگئیں۔ ملک بجلی، گیس، پانی کی شدید قلت کا شکار ہوا۔ ہماری آدھی آبادی خط غربت سے نیچے جا بیٹھی۔ ہماری سڑکوں کے جال تمہارے لیے اسلحہ، جنگی ضروریات، خوراک اور آخر کار تمہارے بزدل سپاہیوں کے لیے پیمپرز تک ڈھوتے ڈھوتے تباہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ تازہ خنزیر کا گوشت پاکستان سے فراہم کیا (2016ء)۔

تم زمینی فضائی، سمندری سہولتیں مفت بٹورتے رہے۔ اپنے جیسے 49 ممالک کی فوجیں اکٹھی کر کے ڈیڑھ دہائی میں تم ایک ایسا ملک زیر نہ کر سکے جو تمہارے مقابلے میں عسکری طاقت کے اعتبار سے ایک مٹر کے دانے کے برابر تھا؟ جس کی نہ باضابطہ لڑاکا فوج تھی، نہ بحری فضائی بیڑے تھے نہ ٹیلی کمیونیکیشن کا کوئی نظام تھا۔ ہمیں مطعون نہ کرو۔ تم اپنی خوشی سے چل کر قبرستان آئے۔ یہ جانتے ہوئے کہ افغانستان سپر پاوروں کا قبرستان ہے۔ برطانیہ، روس کے بعد تمہاری باری تھی! تم تو ہوائی جہازوں سے اتر کر برسرِ زمین قدم رکھتے بھی خوف سے لرز رہے تھے۔ یہ ہمی تھے جنہوں نے تعاون کا ہاتھ بڑھا کر، اپنے برادر ملک سے دینی، ایمانی رشتے توڑ کر تمہیں سہولتیں فراہم کیں، مخبریاں جاسوسیاں کر کے تمہیں قبضے کے قابل بنایا۔ گوانتاناموکے سارے قیدی ہم نے فراہم کیے۔ درجنوں امریکی سی آئی اے کے عقوبت خانے آباد کروائے۔ تم نے جہاں ایک تعاون چاہا وہاں ہم نے دس جگہ اضافی تعاون تمہیں فراہم کیا۔ ملک بھر میں چومکھی لڑکر ہماری حکومت نے دینی جماعتوں، عوام کے ضمیر کے شور شرابے کے گلے گھونٹے۔

تم کیا جانو یہ کتنا بڑا یوٹرن تھا جس کے لیے حکمرانوں نے پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ سے چل کر پاکستان کا مطلب کیا؟ ناچ، گا اور بھنگڑے پا تک کا سفر طے کیا۔ ہمارا سب کچھ اس سفر میں لٹ گیا۔ بابا قائد اعظم کی 100 اسلام کے وعدوں بھری تقریروں کو ہم نے عوام کی نگاہوں سے کیسے اوجھل کیا۔ علامہ اقبال اور پاکستان کا اٹوٹ رشتہ کس طرح منقطع کیا۔ تم کیا جانو تمہارے نامراد 33 ارب ڈالر کہاں کہاں کسے کسے پھلیاں چھولوں کی طرح بٹ بکھر گئے۔ ایک دو ٹیلی ویژن چینلوں کے 78 کیسے بنے۔ ہر ایک پر نچانے کے لیے ناریاں ہم نے کیسے کہاں سے فراہم کیں۔ تعلیمی نصابوں پر کیسے بلڈوزر چلائے۔ تمہارے ڈرونوں کے 400 حملوں پر ہم نے تم پر آنچ نہ آنے دی۔ قوم کا دھیان بٹانے کے لیے قصے کہانیاں گھڑنے، بہلانے مصروف رکھنے کو کیا کچھ نہ کیا۔ اپنی لاکھوں کی آبادیاں قبائلی علاقوں سے نکال نکال دربدر کیں۔ کبھی کبھی ضمیر کو خون کی الٹیاں لگ جاتی تھیں۔ پھر بھی تم سسک سسک کر کولیشن سپورٹ فنڈ کے نام پر مرمر کر ڈالر جاری کرتے تھے۔ چائے کی پیالی پیالی کا حساب مانگتے تھے۔ قوم کے سامنے تمہاری صفائیاں پیش کرتے حکومت ادھ موئی ہو جاتی۔ سلالہ پر ڈٹ کر تم نے ہمارے ہی فوجی چن چن کر نشانہ بنائے۔ بھارت سے پینگیں بڑھاتے رہے۔ وہ ہمارا موذی دشمن ہمارے سارے دریا پی گیا، تم نے اسے گھورا تک نہیں، الٹا ہمیں چڑا چڑا کر اسے دوستی اور ایٹمی معاہدوں سے نوازتے رہے۔

سچ پوچھو تو پاکستان پہچانا نہیں جاتا۔ یوں ہے جیسے ایک مقدس پاکیزہ باوقار عزت مآب پردہ نشین، حیا ایمان لٹا کر یکا یک چھچھوری حرافہ قتالہ بنی بل بورڈ پر چڑھ کر عشوے غمزے دکھانے پر آ جائے۔ سبھی کچھ بدل گیا۔ ملک کے طول وعرض میں ان 17 سالوں میں پروان چڑھنے والی نسل تمہاری اس جنگ میں ہماری حصہ داری کے ہاتھوں ہر لحاظ سے تہی دامن ہو چکی۔ موبائل بردار حیا سے بیگانہ، عشق عاشقی نظر بازی، حرام کاری پارٹیاں منشیات کھیل تماشوں کی رسیا اور طلب گار۔ مادر پدر آزاد۔ ملک وقوم کے بھی کسی کام کی نہیں۔ آج جنگ سے نظر ہٹا کر دیکھتے ہیں تو تعلیم میں تعلیم نہیں۔ خوراک میں خوراک نہیں (دودھ۔ مرغی۔ گوشت۔ اناج، سبزیاں) ادویات تک میں جعل سازی۔ بچے کسی زبان پر قادر نہیں۔ انگریزی میں اردو، اردو میں انگریزی۔ طلاق کی شرح روز افزوں۔ اختلاط ہر سطح پر جس کے نتیجے میں دوستیوں کی فراوانی اور گھروں میں زلزلے۔ سیاست میں وہ جوتم پیزار کہ الاماں۔ ادارے ایک دوسرے کے درپے۔ پورا پاکستان ہر سطح پر انتشار، بدامنی، فساد عظیم کی لپیٹ میں آ چکا۔ اقدار، تہذیب شائستگی کی جگہ آپا دھاپی، لوٹ کھسوٹ، پیسہ بنانے کی دیوانگی نے سب کچھ تباہ کر دیا۔

تمہاری جنگ کی خاطر پاکستان کا اسلامی تشخص سرتاپا بدل کر رکھ دیا۔ ڈاڑھی، پردہ، مسجد، مدرسہ، علماء ہم نے دہشت گردی کے زمرے میں ڈال دیئے۔ جامعہ حفصہ، لال مسجد طلبہ سمیت تہس نہس کردی۔ تمہاری دی ہوئی اصطلاحوں کو میڈیا، سیمینارز، ورکشاپوں تعلیمی اداروں میں اس طرح زبان زد خاص وعام کیا، ایسی زبردست برین واشنگ کی کہ لائق دید! سکول کا بچہ ڈاڑھی دیکھ کر فوراً کہتا ہے دہشت گرد! پاکستان ایک مہذب ملک تھا۔ ایسی لاقانونیت کا یہاں تصور محال تھا۔ لیکن اس جنگ کی مجبوری میں ہزاروں دینی شناخت کے نوجوان جبری گمشدگی کا نشانہ بنے۔ سینکڑوں پولیس مقابلوں میں پار کیئے۔ تمہارے ہر مطالبے کو پورا کرتے کرتے ہم ہانپ ہانپ گئے۔ قوم کی بیٹی عافیہ تک اٹھا کر تمہاری فرمائش پوری کردی اور خود گونگے کا گڑ کھا کر عوام کے آگے نکو بنے رہے۔ قاتل ریمنڈ ڈیوس تمہیں تھما دیا۔ دیت بھی خود دی۔ ترقی یافتہ، روشن خیال پاکستان بناتے بناتے ہمیں آج یہ دن دیکھنا پڑا؟ ہم نے فلسطین تک کو اتنے سال بھلائے رکھا۔ قدس کے مسئلے پر ٹرمپ! تم اتنا پھنکارے!

ہماری مجبوری تو سمجھو۔ عوام کو ہم ایک حد تک دبا سکتے ہیں۔ مقدسات میں ہم مجبور ہیں۔ شانِ رسالت ﷺ، قادیانیت، قرآن...... ان پر یہ جذباتی قوم پاگل ہو جاتی ہے۔ آخر ہم نے بھی بچے پالنے، بزنس چلانے، فارم ہاؤسز کی دال روٹی نبھانی ہے۔ مشرف کو تم نے بھی بھر بھر نوازا اور سعودی شاہ سے بھی کئی ملین بٹور گیا۔ ہم پر رحم کرو۔ غصہ تھوک دو۔ یہ ہمیں تم نے جو اچانک مذہبی آزادی کی شدید خلاف ورزی کے مرتکب ممالک کی واچ لسٹ پر ڈال دیا ہے، کتنا بڑا ظلم ہے۔ ہم نے کیا کیا قربانیاں نہ دیں۔ تمہاری عیسائی ہم مذہب آسیہ بی بی نے شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی۔ ہمارے ایک صوبے کے گورنر نے اپنے نبی ﷺ کی بجائے اس عام عیسائی عورت پر اپنی جان نچھاور کردی اور ہم نے تمہاری خوشنودی کی خاطر ممتاز قادریؒ کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ تمہارا پھولا منہ اور چندی آنکھیں پھر بھی ٹھیک نہ ہوئیں؟

ہمارے بڑے بڑے سیاستدان وزراء حکمران ہولی دیوالی مناتے ہندوؤں کے ساتھ ماتھے پر تلک لگانے تک میں شریک رہے۔ مسلمانوں کو تکلیف بھی ہوئی، ہم نے پروا نہ کی۔ بھارت آئے دن مسلمانوں کو گائے کے بدلے قتل کرنے اور جلانے کے باوجود اس فہرست میں نہ آیا۔ بدترین مذہبی تنگ نظری کا مرتکب بھارت! قادیانیوں کو ہم نے ملک کے کلیدی عہدوں تک عوام سے اخفاء اور نظر بچا کر تعینات کردیا، تمہارا منہ پھر بھی سیدھا نہ ہوا۔ حالانکہ یہاں الٹی گنگا بہتی ہے۔ دیندار فورتھ شیڈول میں، اقلیتیں ڈٹ کر رعب سے رہتی ہیں۔ کاش تم کرسمس ہمارے ہاں آ کر مناتے۔ اسرائیل میں تو یہودی ربی کرسمس کے خلاف شدید بیانات دیتے اور یہ کہہ کر منع کرتے رہے ہیں کہ یہ نظریاتی مملکت ہے۔ ہوٹلوں کو پچھلے سالوں میں اجازت نہ ملی کرسمس ٹری سجانے کی! اسے تو تم نے اُف تک نہ کہا! پاکستان میں ہم نے ڈٹ کر دنیا کے ساتھ جا بجا کرسمس کیک کاٹے، ٹری سجائے۔ مبارکبادیں دیں! مولویوں نے ہمیں شرک کہہ کہہ کر ڈرایا، ہم نے پروا تک نہ کی، آج ہم ان دینداروں کا سامنا تمہی بتاؤ کس منہ سے کریں۔

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہیں
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں!

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیوہ بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم میٹرک، (دو بیٹیاں، بیٹیاں شادی کے بعد نانا کے پاس رہیں گی۔) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4643510

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

خاص ایڈیشن

- دیدہ زیب ٹائٹل
- امپورٹڈ آفسٹ پیپر
- عمدہ طباعت
- مضبوط جلد

سات جلدوں پر مشتمل مکمل سیٹ کی قیمت: 3600 روپے

عوامی ایڈیشن

- کتابی سائز
- پیپر بیک بائنڈنگ
- امپورٹڈ بک پیپر
- عمدہ طباعت
- دیدہ زیب ٹائٹل

چھ جلدوں پر مشتمل مکمل سیٹ کی قیمت: 1800 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں قیادت کا معیار

مفتی منیب الرحمٰن

محترم مفتی منیب الرحمٰن کا یہ کالم 23 دسمبر 2017ء کے روزنامہ ''دنیا'' اخبار میں شائع ہوا۔اس کالم میں بتایا گیا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ایک مسلمان حکمران کو اپنے اندر کیا خصوصیات پیدا کرنی چاہیے اور عوام کو کن خصوصیات کے حامل شخص کو اقتدار میں لانا چاہیے۔(ادارہ)

(1) قول وفعل میں مطابقت

جمہوری نظام میں آئینی وقانونی اعتبار سے پارلیمنٹ میں عددی اکثریت کا حصول قیادت کا معیار ہے،لیکن اسلام میں اخلاقی برتری کے بغیر کسی رہنما کو حقیقی احترام نہیں ملتا،اس کے لیے قول وفعل میں مطابقت ضروری ہے،قول وفعل میں تضاد رہنما کو لوگوں کی نظروں سے گرادیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے ایمان والو!تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو،جن پر تم خود عمل نہیں کرتے ،اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی ناراضی کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو خود نہیں کرتے ہو۔''(الصف:2،3)۔علمائے بنی اسرائیل کی اسی خرابی کو قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کردیتے ہو،حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو(یہ شعار اللہ کو ناپسند ہے)۔''(البقرہ:44)''پس ان لوگوں کے لیے عذاب ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں،پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے تاکہ اس کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت لے لیں۔''(البقرہ:79)

(2) قومی مناصب کے لیے اہلیت کو معیار بنایا جائے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو،اللہ تمہیں کیسی عمدہ نصیحت فرماتا ہے،بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔''(النساء:58)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو، سائل نے عرض کیا:یارسول اللہ!امانت کیسے ضائع ہوتی ہے؟،آپ ﷺ نے فرمایا:''جب زمامِ اقتدار نااہل کو تفویض کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔''(بخاری) آپ ﷺ نے فرمایا:''جس شخص نے کسی (نااہل) کو قوم پر عامل بنایا، جبکہ اس قوم میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ راضی کرنے والا شخص موجود ہے،تو اس نے اللہ،اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی۔''(المستدرک)''جب قومی خزانے کو ذاتی جاگیر سمجھ لیا جائے،قومی امانتوں کو مالِ غنیمت سمجھ لیا جائے،زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے،دین کا علم دنیاوی مقاصد کے لیے حاصل کیا جائے،ایک شخص بیوی کا فرمانبردار اور ماں کا نافرمان ہوجائے،ایک شخص دوست کو قریب اور باپ کو دور کردے،مسجدوں میں شوروغوغا ہونے لگے،قبیلے کا سردار بدکردار شخص بن جائے اور قومی رہنمائی کمینے لوگوں کے ہاتھ میں آجائے،کسی شخص کی عزت اس کے خوف کی بناء پر کی جائے،آلاتِ موسیقی اور مغنّیات کا دور دورہ ہوجائے،شراب نوشی عام ہوجائے،اس اُمّت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعن طعن کریں(تو اچھے دنوں کی تمنا عبث ہے)،پس ایسے عالم میں سرخ ہوائیں چلیں گی، زلزلے آئیں گے،زمین میں دھنسا دیے جاؤ گے،صورتیں بگاڑی جائیں گی،تہمتیں لگائی جائیں گی اور اُس ٹوٹی ہوئی لڑی کی طرح جس کے دانے ایک ایک کرکے گرے جارہے ہوں،پے درپے علامات ظاہر ہوں گی۔''(سنن ترمذی) صورتیں مسخ ہونے کے ایک معنی یہ ہیں کہ جیسے بنی اسرائیل کو اُن کی سرکشی کی بناء پر بندر اور خنزیر بنادیا گیا اور ایک معنی یہ ہیں کہ ملت اقوامِ عالم کے سامنے بے توقیر ہوجائے، جیسے ڈیڑھ ارب مسلمان اسّی لاکھ کی آبادی پر مشتمل اسرائیل کے سامنے بے توقیر اور بے بس ہیں۔اس کا واضح سبب یہ ہے کہ ستاون مسلم ممالک میں قیادت پر فائز لوگ دینی وملّی حمیت سے عاری اور پست ہمت ہیں۔

(3) قائد کا کردار مثالی ہونا چاہیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:تین اشخاص نبی ﷺ کی عبادت کے احوال معلوم کرنے کے لیے آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پاس حاضر ہوئے، پھر جب اُن کو(آپ ﷺ کی عبادت کے معمولات) بتائے گئے،تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا:کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی،آپ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے (دنیا ہی میں) مغفرتِ کُلّی کی قطعی سند عطا فرمادی ہے۔اُن میں سے ایک نے کہا:میں ہمیشہ پوری رات نوافل پڑھتا رہوں گا، دوسرے نے کہا:میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا :میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔اس دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا:''تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی باتیں کیں(یعنی تقویٰ کے من پسند معیارات وضع کیے)،تو سنو!اللہ کی قسم!بے شک میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں اور مجھ میں اللہ کی خشیت سب سے زیادہ ہے،لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں،(راتوں کو) نوافل پڑھتا بھی ہوں اور (کچھ دیر کے لیے) سو بھی جاتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کررکھے ہیں،سو جس نے (تقویٰ کا من پسند معیار وضع کرکے) میری سنت سے اعراض کیا تو وہ میرے (پسندیدہ) طریقے پر نہیں ہے۔''(بخاری)اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ کمالِ تقویٰ رہبانیت اور ترکِ دنیا میں نہیں ہے بلکہ دنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں میں رہتے ہوئے اَخلاق وکردار کی آلودگیوں سے اپنا دامن پاک رکھنے اور سب کے حقوق ادا کرنے میں ہے۔ظاہر ہے کہ ایسی مثالی اور معیاری زندگی گزارنا پلِ صراط پر چلنے کے مترادف ہے،جو خداترس لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

(4) حضرت موسیٰ ویوسف علیہما السلام کے حوالے سے قیادت کے معیار

(1) ان دونوں خواتین میں سے ایک نے کہا:''اے ابا جان!آپ ان کو اُجرت پر رکھ لیجیے،بے شک آپ جس کو اجرت پر رکھیں گے،اُن میں سے بہترین وہی ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔''(القصص:26)(2) حضرت یوسف علیہ السلام کی جب دربار تک رسائی ہوئی تو آپ نے فرمایا:مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردیں،کیونکہ میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں(کہ کس سے لیا جائے اور کس کو دیا جائے)۔''(یوسف:55)

(5) مشاورت کا شعار

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور (درپیش) معاملے میں ان (صحابہ) سے مشورہ کیجیے،پھر جب آپ (کسی بات کا) عزم کرلیں،تو اللہ پر توکل کیجیے۔(آل عمران:159)

غزوۂ احد کے موقع پر آپ ﷺ نے اس امر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کی کہ مدینے میں رہ کر دفاع کیا جائے یا آگے بڑھ کر کفار سے مقابلہ کیا جائے۔ آپؐ کی اپنی ترجیح یہ تھی کہ مدینے میں رہ کر ہی دفاع کیا جائے، لیکن بعض پُرجوش نوجوان صحابہ کرامؓ نے جن کے دل جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت سے لبریز تھے، آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے پر اصرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور اس دوران حضرت سعد بن مُعاذ اور اُسید بن حُضیر نے لوگوں کو متوجہ کیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کے مقابل اپنی رائے پر اصرار کر کے غلطی کی، کیونکہ آپؐ پر وحی نازل ہوتی ہے، معاملہ اللہ کے رسول پر چھوڑ دو۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مسلح ہو کر باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام نے اظہارِ ندامت کیا اور اپنی رائے واپس لینا چاہی، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نبی جب ہتھیار بند ہو جائے، پھر وہ ہتھیار نہیں اتارتا یہاں تک کہ اللہ اُس کے اور اُس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔'' (سُبُلُ الْهُدیٰ وَالرَّشَاد، ج4: ص186)

(6) اندازِ گفتار

آپ ﷺ کا اندازِ گفتار باوقار تھا، آپؐ کی گفتار تکلف وتصنّع اور فحش کلامی سے پاک تھی۔ قرآن کریم میں ہے: ''آپ کہیے: میں تم سے اس (دعوتِ حق) پر کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔'' (ص:86)۔ حدیث پاک میں ہے: (1) نبی ﷺ (اپنی پاکیزہ فطرت کے سبب) نہ تو فحش کلامی فرماتے اور نہ ہی اپنے آپ کو اس پر آمادہ کرتے تھے اور فرماتے: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' (بخاری) (2) رسول اللہ ﷺ کا اندازِ کلام ایسا (ٹھہراؤ والا) تھا کہ ایک ایک لفظ جدا ہوتا اور جو بھی اُسے سنتا پورا مفہوم اس کی سمجھ میں آجاتا۔ (ابوداؤد) آپؐ کے کلام کے تاثرات آپؐ کے چہرہ انور سے بھی محسوس ہوتے، جسے آج کل باڈی لینگویج کہا جاتا ہے۔

(7) صادق القول

رہنما کو صادق القول ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو اُن پر پورا پورا اعتبار ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ دعوتِ توحید کا پیغامِ عام دینے کے لیے کوہِ صفا پر چڑھے اور قوم کو پکارتے ہوئے فرمایا: ''بتاؤ کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن کا ایک بڑا لشکر اس پہاڑ کے پیچھے کھڑا ہے، تو کیا تم سب میری تصدیق کرو گے؟'' سب نے کہا: ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا، اس لئے ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ (بخاری:4972)۔ اسی طرح قیصر نے اُس وقت کے دشمنِ رسول ابوسفیان سے پوچھا: کیا اُس مدعیِ نبوت نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا وعدہ خلافی کی ہے؟، اس نے جواب دیا: نہیں، (بخاری:7)

(8) بقدرِ ضرورت کلام

رہنما کو منہ پھٹ اور بسیار گو نہیں ہونا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی بات کہو یا خاموش رہو، (بخاری) رسول اللہ ﷺ نے کم الفاظ میں جامع بات کہنے کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر اپنے وجوہِ فضیلت میں سے ایک قرار دیا۔ (مسلم)

(9) شفاف عدل

عدل جب بھی پسند وناپسند کی بنیاد پر ہوگا، ظلم کو جنم دے گا، اللہ تعالیٰ نے بلا امتیاز عدل کا حکم فرمایا: ''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ناانصافی پر نہ ابھارے، عدل کرو، یہ شِعارِ تقویٰ کے قریب ترین ہے، (المائدہ:5): ''اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ (کی رضا) کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ یہ (گواہی) تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کے خلاف ہو'' (النساء:135)

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مرکز دارالاسلام، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں
19 تا 21 جنوری 2018ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ملتزم نظریاتی ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

1- جن رفقاء کو ملتزم تربیتی کورس مکمل کیے ہوئے پانچ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، ان کی نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت ترجیحی بنیادوں پر مطلوب ہوگی۔
2- اس کورس سے جو ملتزم رفقاء گزریں گے ان کے ملتزم نصاب کا مطالعہ/سماعت مکمل متصور ہوگی۔
3- جو رفقاء اس کورس میں جزوی شرکت کریں گے وہ جس قدر نظریاتی ریفریشر کورس کے نصاب/موضوعات سے گزریں گے، اس کے بقدر ملتزم نصاب کے موضوعات کا مطالعہ/سماعت مکمل متصور ہوگی۔
4- اس کورس میں وہ ملتزم رفقاء بھی شامل ہو سکیں گے جنہوں نے ابھی ملتزم تربیتی کورس نہ کیا ہو۔ البتہ نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت رفیق کو ملتزم تربیتی کورس سے مستثنیٰ نہیں کرے گی اور ملتزم تربیتی کورس اسے بہر حال کرنا لازم ہوگا۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: مذکورہ بالا کورس 2018ء میں چار مرتبہ منعقد ہوگا۔ لہٰذا ملتزم رفقاء حسبِ سہولت شرکت کا اہتمام کریں۔

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36366638-36316638(042)

اللہ تعالیٰ کے سو احکامات

یاسر محمد خان

یہ چند برس پرانی بات ہے ایک امریکی نومسلم نے قرآن مجید سے حقوق العباد سے متعلق اللہ تعالیٰ کے 100 احکامات جمع کیے یہ احکامات پوری دنیا میں پھیلے مسلم اسکالرز کو بھجوائے اور پھر ان سے نہایت معصومانہ سا سوال کیا ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے ان احکامات پر عمل کیوں نہیں کرتے مسلم اسکالرز کے پاس اس معصومانہ سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

مجھے چند دن قبل ایک دوست نے یہ احکامات فارورڈ کردیے میں نے پڑھے اور میں بڑی دیر تک اپنے آپ سے پوچھتا رہا ہمارے رب نے ہمیں قرآن مجید کے ذریعے یہ احکامات دے رکھے ہیں ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ان احکامات پر پورا اترتے ہیں میں یہ احکامات سونمبر کا پرچہ سمجھ کر ترجمہ کررہا ہوں اور میں یہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں آپ پہلے یہ پرچہ حل کریں پھر خود اس کی مارکنگ کریں پھر اپنے پاس یا فیل ہونے کا فیصلہ کریں اور آخر میں یہ سوچیں ہم قیامت کے دن کیا منہ لے کر اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے آپ کا یہ جواب فیصلہ کرے گا ہم کتنے مسلمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ☆ گفتگو کے دوران بدتمیزی نہ کیا کرو حکم دیا۔☆ غصے کو قابو میں رکھو۔☆ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرو۔☆ تکبر نہ کرو۔☆ دوسروں کی غلطیاں معاف کردیا کرو۔☆ لوگوں کے ساتھ آہستہ بولا کرو۔☆ اپنی آواز نیچی رکھا کرو۔☆ دوسروں کا مذاق نہ اڑایا کرو۔☆ والدین کی خدمت کیا کرو۔☆ منہ سے والدین کی توہین کا ایک لفظ نہ نکالو۔☆ والدین کی اجازت کے بغیر ان کے کمرے میں داخل نہ ہوا کرو۔☆ حساب لکھ لیا کرو۔☆ کسی کی اندھا دھند تقلید نہ کرو۔☆ اگر مقروض مشکل وقت سے گزر رہا ہو تو اسے ادائیگی کے لیے مزید وقت دے دیا کرو۔☆ سود نہ کھاؤ☆ رشوت نہ لو☆ وعدہ نہ توڑو۔☆ دوسروں پر اعتماد کیا کرو۔☆ سچ میں جھوٹ نہ ملایا کرو۔☆ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا کرو۔☆ انصاف کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہو جایا کرو۔☆ مرنے والوں کی دولت خاندان کے تمام ارکان میں تقسیم کیا کرو۔☆ خواتین بھی وراثت میں حصہ دار ہیں۔

☆ یتیموں کی جائیداد پر قبضہ نہ کرو۔☆ یتیموں کی حفاظت کرو۔☆ دوسروں کا مال بلا ضرورت خرچ نہ کرو۔☆ لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔☆ بدگمانی سے بچو۔☆ غیبت نہ کرو۔☆ جاسوسی نہ کرو۔☆ خیرات کیا کرو۔☆ غرباء کو کھانا کھلایا کرو۔☆ ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کیا کرو۔☆ فضول خرچی نہ کیا کرو۔☆ خیرات کر کے جتلایا نہ کرو۔☆ مہمانوں کی عزت کیا کرو۔☆ نیکی پہلے خود کرو اور پھر دوسروں کو تلقین کرو۔☆ زمین پر برائی نہ پھیلایا کرو۔☆ لوگوں کو مسجدوں میں داخلے سے نہ روکو۔☆ صرف ان کے ساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ لڑیں۔☆ جنگ کے دوران جنگ کے آداب کا خیال رکھو۔☆ جنگ کے دوران پیٹھ نہ دکھاؤ۔☆ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔☆ تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔☆ حیض کے دنوں میں مباشرت نہ کرو۔☆ بچوں کو دو سال تک ماں کا دودھ پلاؤ۔☆ جنسی بدکاری سے بچو۔☆ حکمرانوں کو میرٹ پر منتخب کرو۔☆ کسی پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔☆ نفاق سے بچو۔☆ کائنات کی تخلیق اور عجائب کے بارے میں گہرائی سے غور کرو۔☆ عورتیں اور مرد اپنے اعمال کا برابر حصہ پائیں گے۔☆ شادی کے لیے کافر عورت کے مقابلے میں مومن عورت کو ترجیح دو۔☆ مرد کو خاندان کا سربراہ ہونا چاہیے۔☆ بخیل نہ بنو۔☆ حسد نہ کرو۔☆ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔☆ فریب (فریبی) کی وکالت نہ کرو۔ ☆ گناہ اور شدت میں دوسروں کے ساتھ تعاون نہ کرو ساتھ نیکی میں ایک دوسری کی مدد کرو۔☆ اکثریت سچ کی کسوٹی نہیں ہوتی۔☆ صحیح راستے پر رہو۔☆ جرائم کی سزا دے کر مثال قائم کرو۔☆ گناہ اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کرتے رہو۔☆ مردہ جانور خون اور سور کا گوشت حرام ہے۔☆ شراب اور دوسری منشیات سے پرہیز کرو۔☆ جوا نہ کھیلو۔☆ ہیرا پھیری نہ کرو۔☆ کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو۔☆ نماز کے وقت اچھے کپڑے پہنو۔☆ آپ سے جو لوگ مدد اور تحفظ مانگیں ان کی حفاظت کرو۔ انھیں مدد دو۔☆ طہارت قائم رکھو۔☆ اللہ نادانستگی میں کی جانے والی غلطیاں معاف کر دیتا ہے۔☆ لوگوں کو دانائی اور اچھی ہدایت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاؤ۔☆ کوئی شخص کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔☆ غربت کے خوف سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو۔☆ جس کے بارے میں علم نہ ہو اس کا پیچھا نہ کرو۔☆ پوشیدہ چیزوں سے دور رہا کرو (کھوج نہ لگاؤ)۔☆ اجازت کے بغیر دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔☆ اللہ اپنی ذات پر یقین رکھنے والوں کی حفاظت کرتا ہے۔☆ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلو۔☆ دنیا سے اپنے حصے کا کام مکمل کر کے جاؤ۔☆ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔☆ ہم جنس پرستی میں نہ پڑو۔☆ صحیح (سچ) کا ساتھ دو اور غلط سے پرہیز کرو۔☆ زمین پر ڈھٹائی سے نہ چلو۔☆ عورتیں اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔☆ اللہ شرک کے سوا تمام گناہ معاف کردیتا ہے۔☆ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔☆ برائی کو اچھائی سے ختم کرو۔☆ فیصلے مشاورت کے ساتھ کیا کرو۔☆ تم میں وہ زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔☆ مذہب میں رہبانیت نہیں۔☆ اللہ علم والوں کو مقدم رکھتا ہے۔☆ غیر مسلموں کے ساتھ مہربانی اور اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔☆ خود کو لالچ سے بچاؤ۔☆ اللہ سے معافی مانگو وہ معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے اور☆ جو شخص دست سوال دراز کرے اسے انکار نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کے یہ سو احکامات حقوق العباد ہیں ہم جب تک سو نمبروں کے اس پرچے میں پاس نہیں ہوتے ہم اس وقت تک مسلمان ہوسکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں خواہ ہم پوری زندگی سجدے میں گزار دیں یا پھر خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر جان دے دیں آپ یہ پرچہ حل کریں مارکنگ کریں اور اپنے گریڈز کا فیصلہ خود کرلیں۔ مجھے یقین ہے میرے سمیت کسی مسلمان کا اس امتحان میں پاس ہونا آسان نہیں ہوگا۔ امتحان میں پاس نہیں ہوسکے گا۔

آپ گفتگو میں بدتمیزی سے لے کر بھکاری کا ہاتھ جھٹکنے تک اللہ کا کوئی حکم لے لیجیے آپ خود کو خدا کا نافرمان پائیں گے ہم اللہ کے نام پر مرنے اور مارنے کے لیے تیار رہتے ہیں لیکن ہم اللہ کا کوئی حکم ماننے کے لیے رضا مند نہیں ہیں اللہ نے ہم انسانوں کو سمجھانے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور چار کتابیں نازل کیں ہم نے نہ کتابوں پر عمل کیا اور نہ ہی انبیاء کی سنی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا تجزیہ کیجیے آپ کو اللہ کے نوے فیصد احکامات حقوق العباد اور دس فیصد عبادات پر مبنی ملیں گے۔

Pakistan's asymmetrical response to Trump is a clever way to flip the tables on Afghanistan

Trump is going to soon regret what he tweeted about Pakistan on New Year's Day in accusing it of "giving safe haven to terrorists", since Islamabad is poised to hit Washington with an asymmetrical counterpunch that it surely won't forget.

The Pakistani government just announced that over 1.5 million Afghan refugees must leave the country within the next 30 days, a plan that it's been working on for a while but which just received a fresh impetus and internationally-acceptable justification with Trump's tweet.

Had it not been for the American President's zero-tolerance towards immigration from what his administration labels as "terrorist"-prone countries, which crucially includes Afghanistan for substantial and not political reasons (as the latter relates to Iran's inclusion and Apartheid Israel's exclusion), then Pakistan would have risked drawing heavy pressure from the State Department on exaggerated claims that it's "violating the human rights" of the refugees.

Trump, however, said that Pakistan was "giving safe haven to terrorists", and since the US formally regards Afghan refugees as being too much of a potential security hazard to allow into its own country, it's forced to accept Pakistan's expulsion of 1.5 million of them on the implicit basis that they also constitute a serious terrorist threat to the state such as the one that the President just tweeted about.

This isn't at all what Trump meant when he issued his tweet, nor the reaction that he was expecting, but by cleverly exploiting the President's own policies at home and the suggestion he was making towards Pakistan abroad, Islamabad found a creative way to asymmetrically strike back at Washington.

Not only could Pakistan soon rid itself of actual terrorist sleeper cells and societal malcontents who have long overstayed their welcome in the neighboring country, it will also be catalyzing a series of cascading crises for Kabul through the employment of what can be described as reverse-"Weapons of Mass Migration".

To briefly explain, Ivy League researcher Kelly M. Greenhill introduced the concept of "Weapons of Mass Migration" in 2010 to describe the ways through which large-scale population movements — whether "naturally occurring", engineered, or exploited — impact on their origin, transit, and destination societies, theorizing that this phenomenon can have a strategic use in some instances.

Of relevance, the influx of millions of Afghan "Weapons of Mass Migration" into Pakistan since 1979 had the effect of destabilizing the host country's border communities and eventually contributing to the spree of terrorist attacks that have since claimed over 60,000 lives in the past 15 years, but now the large – scale and rapid return of these "weapons" to their country of origin will also inevitably destabilize Afghanistan.

"weapons" to their country of origin will also inevitably destabilize Afghanistan.

The landlocked and war-torn country is utterly unable to accommodate for what amounts to a roughly 3% increase in its total population in the next 30 days, especially seeing as how the Kabul government exerts little influence beyond the capital and has no sway in the approximate half of the country that's under the control of the Afghan Taliban.

The US-backed Afghan government is already failing its citizens as it is and that's why so many of them have either joined the Afghan Taliban or sympathize with it in the first place, so the odds of the returned refugees successfully reintegrating into their homeland's socio-economic fabric and becoming "model citizens" is close to nil, meaning that it should be expected that the vast majority of these 1,5 million people will more than likely come to side with the Afghan Taliban than Kabul and consequently make the country much more difficult for the US to control.

In essence, what Pakistan has done is throw Trump's tweet right back at him by using it as the internationally plausible pretext for initiating this long-planned move that was originally predicated on solely apolitical security-centric domestic interests but has now pertinently come to embody geostrategic contours by powerfully turning the tables against the US in Afghanistan through the employment of reverse-"Weapons of Mass Migration".

<u>Source</u>: *Adapted from an article on <u>https://www.globalresearch.ca/</u>*

دعائے صحت کی اپیل

☆ کراچی وسطی، گلشن اقبال کے امیر جناب سید مطیع الرحمٰن کی والدہ محترمہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ برائے بیمار پرسی: 0300-2288327

☆ نقیب اسرہ تونسہ شریف جناب رستم جہانگیر کی والدہ بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عبادات کے اندر بھی انسانوں کے حقوق کو مقدم رکھتا ہے مسجد میں بھی اگر ہمارے سجدے دوسروں کے سجدوں کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں تو اللہ ہمارے سجدے قبول نہیں کرتا خواہ ہم خشوع اور خضوع کی انتہا کو ہی کیوں نہ چھو لیں اللہ تعالیٰ اس مسجد کو بھی مسجد نہیں سمجھتا جو راستے میں بنائی گئی ہو یا قبضے کے پلاٹ پر تعمیر کی گئی ہو۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان عبادتوں کو بھی عبادت گزاروں کے منہ پر مار دے گا جو حقوق العباد کو روند کر ادا کی گئی ہوں گی اور ہمارا رب اس قدر کریم اور مہربان ہے کہ یہ صدقے کا پہلا حق دار بھی خاندان کو قرار دیتا ہے یہ کمانے والے کی ذات کو کمائی کا پہلا حق دیتا ہے لیکن ہم کیا ہیں؟

ہم اپنے خالی اور کھوکھلے وجود کو عمامے پگڑیاں اور ٹوپیاں پہنا کر اخلاقیات کو سرے سے ترک کر کے اور برائیوں، بے ایمانیوں اور گستاخیوں کے ڈھیر پر جائے نماز بچھا کر خود کو دنیا کی مقدس اور متبرک ترین قوم سمجھتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باوجود خود کو اللہ تعالیٰ کے ٹھیکیدار بھی سمجھتے ہیں۔ ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ ہم اپنے رب کے نافرمان ہیں اور رب اپنے نافرمانوں کے پاس قبلہ اول تو کیا قبلہ دوم بھی نہیں رہنے دیتا۔ یہ ان سے ان کی سجدہ گاہیں تک چھین لیا کرتا ہے اور یہ ان کی دعاؤں سے اثر اڑا دیا کرتا ہے۔ ہم بھی کیا لوگ ہیں؟

ہم قبضے کے پلاٹوں، راستوں اور گرین بیلٹس پر مسجدیں بنا کر یہودیوں کو قبلہ اول کا قبضہ چھوڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو دودھ میں کھاد ملا کر پلاتے ہیں۔ مسلمان مسلمان کو گدھے کا گوشت کھلاتا ہے، لیکن پوری مسلم امہ کو یہودی مشروبات اور کھانے کے یہودی برانڈ ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں ہمیں اگر اللہ کی نصرت چاہیے تو ہمیں اللہ کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا ہم کب تک اللہ اللہ کا ورد کر کے اللہ کو دھوکا دیتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کے مکر اور فریب سے بھی واقف ہے اور یہ ہمارے دلوں کا حال بھی خوب جانتا ہے ہمیں ماننا ہوگا اللہ کا جو بندہ اللہ کی نہیں مانتا اللہ اس کی نہیں سنتا۔ ❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ پنجاب شرقی، بہاولنگر کے مبتدی رفیق محمد اسحاق بودلہ وفات پا گئے۔

☆ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم لانڈھی کے رفیق جناب محمد ظفر وفات پا گئے۔

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق محمد ریاض مغل کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0321-6224436

☆ لیک سٹی، لاہور کے رفیق کرنل (ر) محمد اسماعیل کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-4556392

☆ ملتان غربی کے مبتدی رفیق جناب سعید شیروانی کی بچی وفات پا گئی ہے۔
برائے تعزیت: 0333-6105622

☆ قرآن اکیڈمی ملتان کے ناظم جناب شیخ انعام الحق کی پوتی وفات پا گئی ہے۔
برائے تعزیت: 0300-9631628

☆ حلقہ بلوچستان کے ناظم نشر واشاعت جناب عبدالغفار کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-7911527

☆ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے ناظم مالیات جناب محمد اشفاق چودھری کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0321-2008132

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.03

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore